ولتكن منكم أمة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر و اولئك هم المفلحون

اور ہو جائے تم مین سے ایک گروہ جو نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم کرے اور بدی سے منع کرے اور ایسے لوگ ہی مفلح ہوتے ہین۔

رسالہ

تشحیذ الاذہان

قادیان

جلد ۴	ایڈیٹر۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؐ صاحب	نمبر اول
بابت محرم الحرام سنہ ۱۳۲۷ھ	فہرست مضامین	مطابق فروری سنہ ۱۹۰۹ء

باہتمام حافظ عبد الرحیم مینجر رسالہ تشحیذ الاذہان ۱۴ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۷ ہجری المقدس کو قادیان سے شائع ہوا۔

قیمت سالانہ عوام سے عہ اور طلباء سے عہ لی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضروری اطلاع

۱- میرا ارادہ تھا کہ انجمن تشحیذ الاذہان کی سالانہ رپورٹ کو اس دفعہ شائع کر دوں مگر بعض ضروری مضامین کی وجہ سے گنجائش نہین رہی اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ پرچے مین رپورٹ شائع کی جاوے گی۔

۲- سالانہ جلسہ پر انجمن کی رپورٹ مین یہ سنایا گیا تھا کہ چونکہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تعلیم دینی حاصل کرنے مین لگے رہتے ہین اس لئے وہ اس سال ایڈیٹری نہین کر سکین گے۔ اب ہم بڑی خوشی سے اس بات کا اعلان کرتے ہین کہ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے قوم کے فائدہ کے لئے اس رسالہ کی ایڈیٹری کو دینی کام سمجھ کر پھر منظور فرمایا ہے ناظرین کو مبارک ہو۔

معذرت

چونکہ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ ھذا کی اس تقریر کا جو سالانہ جلسہ پر سنائی گئی تھی اور جس کے پڑھنے کے لوگ بڑے خواہشمند تھے اور اس نظم کا جو صاحبزادہ صاحب کی طرف سے سالانہ جلسہ پر پڑھی گئی تھی اور جو رسالہ تشحیذ الاذہان کے لئے محفوظ رکھی گئی تھی۔ اسی نمبر مین شائع ہونا ضروری تھا جو جلدی تیار نہ ہو سکی اس لئے رسالہ تشحیذ الاذہان وقت پر نہین نکل سکا امید کہ ناظرین معاف فرمائین گے۔

سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

قہری نشان

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسی قبول نہ کیا۔ مگر خدا اسی قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ اے روئے زمین کے رہنے والو جن کے کانون تک میری آواز پہنچ سکتی ہے یا جنکی آنکھیں میری تحریر کو دیکھ سکتی ہیں میں تمہیں اس نیکی کی طرف بلاتا ہون جس کے پھیلانے کو خود خدا نے اُٹھایا ہے اور تم جانتے ہو جس کام کو چاہتا ہے پورا کرتا ہے اور کوئی نہیں جو اس کا سد راہ بن سکے۔ اس نے دنیا کا اختلاف دور کرنے کیلئے اپنے بندون میں سے ایک شخص کو چنا اور عرب کے ریگستان میں سے ایک ایسا درخت نکالا جس کے سایہ نیچے ہر گوشہ کے لوگون نے کروڑون کی تعداد میں آرام پایا وہ وجود باوجود گمنامی کے کنج انزوا سے نکلکر شہرت کے اعلیٰ مقام پر پہنچا۔ اور وہ علو مرتبہ حاصل کیا کہ سورج کی طرح اسپر بھی نظر نہیں ٹک سکتی۔ اسی کے بعد خدا تعالےٰ نے تیرہ سو برس بعد ایک اور شخص کو اسی کے خادمون میں سے چنا اور چاہا کہ اسی کے ہاتھون دنیا کو ہدایت دی چنانچہ وہ بھی پچیس یا چھبیس ۲۵ ۲۶ برس تک دنیا کو اسی کے خالق کی طرف بلا کر چلا گیا سو چونکہ میں اس کے خادمون میں سے ایک ہون جنکا فرض ہر کہ دنیا کو سچائی پر آگاہ کرین اور اُسکی ہدایت میں کوشش کرین اس لیے آیت فالیاءمرو بالمعروف کے ماتحت میں یہ اشتہار دیتا ہون اور دنیا کے ہر گوشہ کے لوگون کو اس طرف متوجہ کرتا ہون کہ وہ وقت کو ہاتھ سے نہ دین اور خدا تعالےٰ کے سلسلہ میں داخل ہو کر اپنی دنیا اور دین کو سنوارین کیونکہ وہ جو اُس کے ارادہ کا مقابلہ کرتے ہیں خسر الدنیا والاخرۃ کے مستحق ٹھہرتے ہیں پس اگرچہ خدا کا مسیح ہم میں نہیں رہا مگر اس کا قایم کردہ سلسلہ موجود ہی اور دن رات ترقی کر رہا ہے اس میں شامل ہو کر آسمانی اور زمینی عذابون سے بچو کیونکہ خدا ارادہ کرچکا ہے کہ دنیا سے شرک کو دور کرے اور توحید کو قایم کرے اور اُس کے نبی کی

معرفت ہمکو اطلاع مل چکی ہی کہ جب تک دنیا اصلاح نہ کریگی آسمانی اور زمینی عذاب پیچھا نہ چھوڑینگے پس مبارک ہی وہ جو بھیڑئیے کے حملہ سی پہلے اپنی بکریون کو محفوظ جگہ مین بند کر سے اور بشارت ہے اُسکو جسے جو چور کے آنے سی پہلے اپنے مال کو محفوظ کر لیتا ہے۔ پس اے میرے دوستو یاد رکھو۔ کہ خدا کے قول کے مطابق دنیا پر طرح طرح کے عذاب آرہے ہیں اور آئینگے جن سے انسانی زندگی خطرہ مین پڑ جائیگی۔ اور وہ اپنی تکبرانہ معشیت کو بھول جائیگا۔ حضرت مسیح موعود کے الہامات سی بہت سی ایسی تباہیون کا پتہ ملتا ہی کہ جو ابھی آنیوالی ہیں اور جن سے دنیا پر ہلاکت پھیل جائیگی یہان تک کہ انسان دنیا سی تھک کر پھر خدا کیطرف رجوع کرینگے۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد حیدر آباد کا طوفان عظیم آپکی صداقت کی شہادت پکار پکار کر دے رہا ہے آپ نے صاف طور سی لکھا تھا کہ طوفان عظیم آئیگا اور دنیا نوح کے طوفان کا نقشہ دیکھیگی اور سیلاب سی بچانے کے لئے کوئی کشتی کار آمد نہ ہوگی اور اُس کی نسبت اشارہ فرمایا تھا۔ کہ واقعہ ملک نظام میں ہوگا چنانچہ آپ کا الہام تھا کہ **زلزلہ در گو نظامی فگند**۔ پھر اس کے بعد آپ کا الہام تھا کہ ہندوستان اور پنجاب میں وبائے تپ سخت پھیلے گی چنانچہ پچھلے سال جو نظارہ تباہ کا اس ملک میں تپ کی وجہ سی دیکھنا پڑا اُس سی کون ناواقف ہی۔ ہزارون باشندے چند دنون میں لقمۂ اجل ہوی اور کوئی طبیب یا ڈاکٹر بند نہ کرسکا۔ کیونکہ خدا کا منشاء تھا کہ اہل زمین کو ان کے گناہونکی سزا دے اور اپنا چہرہ اپنر ظاہر کرے اس تپ میں ایک امر خصوصًا غور کے قابل ہی اور وہ یہ کہ اس تمام تباہیون کا بڑا حصہ امرتسر نے لیا ہے اور وہ بھی رمضان کے دنون میں جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود پر ۱۹۰۵ء میں ان لوگون نے سفر اور بیماری کیوجہ سی روزہ رکھنے کیوجہ سے پتھر پھینکے تھے اور آپکے لکچر میں شرارت سی کام لیکر وہ شور غوغا کیا تھا کہ الامان سو خدا تعالےٰ نے ان لوگون کو دکھا دیا کہ انسان کے ہاتھ سی خدا کا ہاتھ زیادہ زبردست ہی چنانچہ پچھلے سال قریبًا سارا شہر بے روزہ رہا اور وطن میں بے وطنی کے مزے اُٹھاتا رہا غرض یہ وہ معجزہ ہی جو حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد ظہور میں آیا اور خدا نے اپنے قہری نشانون سے دنیا پر اپنا چہرہ ظاہر کیا اور اپنے مامور کی صداقت کو روز روشن کیطرح ثابت کر دکھایا۔ مگر

چونکہ دنیا نے اِن امور سے کوئی بڑا فائدہ نہ اُٹھایا اس لیئے خدا کا غضب اور بھی زور سے بھڑکا اور ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ جزیرہ نما اٹلی اور جزیرہ نما سسلی میں خدا تعالیٰ کا غضب زلزلہ شدید کی صورت میں ظاہر ہوا جو ایسے زور سے آیا کہ دنیا کی تاریخ میں اُسکی نظیر نہیں ملتی بہت سی تباہیاں دنیا پر آئیں اور بہت سے عذاب جو دنیا نے دیکھے آتش فشان پہاڑوں نے آتشبازی نے گاؤں کے گاؤں تباہ کردیئے اور زلزلوں نے بہت سے شہروں کو ویران کردیا۔ مگر یہ زلزلہ کچھ ایسا تھا کہ جسکی نظیر دینے سے تاریخیں قاصر ہیں اور روایتیں خاموش ہیں بڑے بڑے تاریخ دان حیران ہیں اور علم طبیعیات کے جاننے والے انگشت بدندان جس ملک میں ۲۸ دسمبر ۱۹۰۸ء کی رات کو لاکھوں کی تعداد میں بستے تھے۔ صبح ہونے پر وہاں چند ہزار سے زیادہ آبادی نہ تھی وہ جن کو شام کے وقت اپنے مال پر گھمنڈ تھا صبح کے وقت ایک پیسہ کے محتاج تھے اور وہ جن کے گھروں پر سیکڑوں کھانا کھاتے تھے وہ روٹی کے ایک لقمہ کو ترستے تھے اور نہ ملتا تھا جن کے گھروں کی چھتیں پہاڑوں کی چوٹیوں کو جواب دیتی تھیں اُن کے بیٹھنے کو جگہ نہ تھی وہ لوگ جو اپنے لباس پر ہزاروں روپیہ خرچ کرتے تھے تن بدن ڈھانکنے کو ایک چیتھڑے تک کے محتاج تھے تہذیب تہذیب کا نعرہ مارنے والے وحشیوں سے بدتر حالت میں بھاگ رہے تھے اور راہ نہ پاتے تھے بھائی کو اپنے بھائی کا ہوش نہ تھا اور باپ کو اپنے بیٹے کی فکر نہ تھی۔ ماں اگر اپنے بچے سے لاپرواہ تھی تو خاوند اپنی بیوی سے بےخبر تمام دوستوں کے محبتوں کے اقرار بھول گئے تھے اور ہر ایک اپنی اپنی فکر میں مبتلا تھا۔ ایک نہ تھا جو دوسرے کی فکر کرے اور کوئی نہ تھا جو نفس نفس کے مقولے پر عمل نہ کرتا تھا۔ وہ فلاسفر جو دنیا کی رہنمائی کا بیڑا اُٹھانے والے تھے اس وقت دیوانوں سے بدتر تھے! اور وہ ڈاکٹر جنکو ملک الموت کے پنجہ سے مریض کو چھوڑانے کا دعویٰ تھا زخموں میں مرغ نیم بسمل کیطرح لوٹ رہے تھے سیکڑوں کی تعداد میں سیاح جو اس ملک میں سیر کیلیئے گئے ہوئے تھے ایک چشم زدن میں اس دنیا سے سفر کر گئے۔ عمارتیں منہدم ہوگئیں۔ باغات ویران ہوگئے کوئیں دب گئے۔ مرغزار جنگل ہوگئے اور آبادیاں ہلاکت کا ایک ایسا مہیب منظر بن گیا کہ دیکھنے سے ڈر آتا

ہے جو ملک کل تک جنت کی مثال تھا آج دوزخ کا نمونہ بن گیا اور جو جگہیں کہ خدا تعالیٰ کے احسانات کا نمونہ تھیں اسکی شدید العقاب صفت کا نظارہ دکھلانے لگیں۔ ادہر زلزلہ یہ تباہی ڈال رہا تھا۔ کہ سمندر کی طغیانی نے رہے سہے اوسان بھی خطا کر دیئے اور باقی ماندہ اسباب کو بھی ہلاک کیا اور مرے پر سو درے یہ لگی۔ کہ سیلاب کے علاوہ ایک خوفناک آگ نے جو کچھ بچا تھا اسکو بھی ہلاک کر دیا غرض کہ وہ ملک کیا تھا دنیا کی کل آفات کا مجموعہ تھا چند منٹ میں ہی قصر عالیشان ویران ہو گئے اور ایسے ویران ہوئے کہ انسان تو انسان اُلّو تک اس میں نہ رہ سکے اور باغوں کا دلکش نظارہ ایسا مہیب ہو گیا۔ کہ ویرانہ میں رہنا اس میں رہنے کی نسبت سو درجہ زیادہ پسند ہو۔ خون کی ندیاں چاروں طرف بہتی تھیں اور سمندر کا رنگ سرخ کر رہی تھیں۔ سیکڑوں نہیں ہزاروں نہیں لاکھوں جانوں کا ایک دم میں صفایا ہو گیا اور کوئی نہ تھا جو ان پر آنسو بہائے مردوں کی لاشوں اور گیدڑوں اور گدوں اور چیلوں نے نوچ نوچ کر کھا لیا اور ان کو روکنے والا کوئی نہ تھا اول تو ایک بھاری تعداد ان جانوروں کی بھی ہلاک ہو گئی تھی۔ جو باقی تھے ان کو بھی کچھ کھانیکو نہ ملا تو لاشوں کو کھانا شروع کر دیا چنانچہ لکھا ہے کہ بعض جگہ یہ جانور بھوک سے ایسے بے تاب تھے۔ کہ شہر والوں کے ہاتھوں سے چھین چھین کر مردوں کو کھا جاتے تھے اور وہ لوگ کچھ نہ کر سکتے تھے۔ وہ لوگ جو اس تباہی سے بچے تھے اُنکو تو اپنی جانوں کا بھی ہوش نہ تھا۔ ہاں جو مدد باہر سے آئی تھی۔ اُسنے کھنڈرات میں سے بے بس اور بدبخت لوگوں کو کھود کھود کر نکالنا شروع کیا متواتر بیس دن تک کام جاری رہا اور زخمی اور مردہ نکلتے رہے مردوں کو رسومات مذہبی کے ساتھ دفنانا تو الگ گڑھے میں گاڑنا تک مشکل ہو رہا تھا کیونکہ اس قدر لاشوں کو دفنانے میں بھی ایک لمبا وقت خرچ ہوتا تھا۔ چنانچہ لاشیں چونے میں ڈالکر سمندر میں ڈال دی گئیں سسکتے ہوئے زخمیوں اور روتے ہو گھایلوں کی آواز میں ایک ایسا خوفناک شور برپا تھا۔ کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اس تباہی نے ایسا خوفناک نظارہ دکھلایا ہے کہ زبانوں تک کے محاورات کو بدل دیا ہے یا تو کسی تباہی پر کہا جاتا تھا کہ لاکھوں بے جان ہو گئے اور ہزاروں بچے یتیم ہو گئے اور سیکڑوں

عورتین بیوہ مگر یہان تو ایسی بربادی ہوئی ہی۔ کہ نہ مکان رہا نہ مکین نہ باپ نہ بیٹا نہ میان نہ بیوی غرض کہ ایسا خوفناک حادثہ تہا کہ یورپ و امریکہ اور افریکہ و ایشیا کے لوگ حیران و پریشان ہیں۔ کہ یہ چشم زدن ہیں ہوا کیا۔ اور کیون ہوا؟ لیکن اگر غور سے دیکہا جائے تو یہ جو کچھ ہوا اسکی اطلاع دنیا کو پہلے سے مل چکی تہی اور اہل زمین متنبہ کیے گئے تہے کہ جلد اپنی اصلاح کرین ورنہ خدا کا غضب زلزلہ کی صورت مین نمودار ہوگا۔ اور آسمانی بلائیں انسان کی زندگی کو تلخ کردینگی وہ قیامت کے دن ہونگے۔ اور لوگ ہلاکت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لین گے ایک نہیں دو نہیں بلکہ کئی زلزلہ آئینگے اور مختلف ممالک ہیں آئینگے اور ایک دوسرے سے زیادہ سخت ہوگا چنانچہ حضرت مسیح موعود کی مختلف کتابون اور اشتہارون ہیں باربار اس بات کو لکہا گیا تہا اور جو چاہیے اسکو پڑھ سکتا ہی آپ نے صاف طور سے اس بات کو لکھ دیا تہا کہ دنیا کے ہر حصہ ہیں زلزلے آئیں گے اور ان ہیں سے چار بہت ہی سخت ہونگے اور ایک اور عظیم الشان زلزلہ ہوگا جو نہایت ہی خطرناک ہوگا پس یہ جو کچھ ہوا آپ کی اطلاع کے مطابق ہوا اور اس لئے ہوا کہ دنیا نے شرک کو اختیار کرلیا تہا اور خدائے وحدہٗ کی پرستش کو چھوڑ دیا تہا۔ آپ نے صاف لکہا ہی کہ دو یاد رہے کہ بلاؤن کے ٹلنے کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ لوگ مسلمان ہوجائیں کیونکہ مذہبی غلطیونکے لیئے قیامت کا دن مقرر ہی ہان یہ ضروری ہی کہ لوگ ہر قسم کی بدچلنی سے باز آئیں۔ اور خدا کے پاک نبیون کی نسبت بدزبانی سے پیش نہ آوین اور غریبون پر ظلم نہ کرین اور صدقہ اور خیرات بہت کرین اور خدا کے ساتہہ کسی کو برابر نہ کرین نہ پتھر کو نہ آگ کو نہ انسان کو نہ پانی کو نہ سورج نہ چاند کو اور تکبر اور شرارت کی راہون کو چھوڑ دین" الخ مطابق الہامی کتاب ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۳۴ پس اس زلزلہ سے بچنے کے لیے اسلام کو قبول کرنا کوئی شرط نہ تہی بلکہ یہ شرط تہی کہ اگر قومین نفسانی شرارتین چھوڑ دینگیں اور خدا کے ساتہہ کسی کو شریک نہ کرینگیں تو یہ عذاب اُن سے ٹل جائینگے۔

شائد بعض لوگ اعتراض کرین کہ اٹلی کی تباہی کا حضرت مسیح موعود کی بعثت سے کیا تعلق ہی نہ آپکی تعلیم وہان پہنچی نہ آپ کے وجود کا علم اُن کو ہوا پہر بغیر کسی اطلاع یا علم کے ان لوگون کو کیون سزا دی گئی سو یاد رہی کہ خدا تعالیٰ کی صفات ہیں سے قابض اور بسط ہونا بہی ہی یعنی بعض

موقونپر تو وہ قبض سے کام لیتا ہے اور بعض موقونپر بسط سے چنانچہ اسکی موٹی مثال درختوں سے ملتی ہے
کہ دن کو وہ آکسیجن چھوڑتے ہیں اور رات کو کاربانک اُگلتے ہیں پس ان کی یہ حالت خدا تعالےٰ
کی صفات قبض و بسط کے متعلق ہے۔ اسی طرح دیکھو کہ جس وقت دنیا میں سورج ظاہر ہوتا ہے
تمام دنیا کو روشن کر دیتا ہے اور دنیا اس کی روشنی سے فایدہ اُٹھاتی ہے مگر دوسرے وقت
پر وہی سورج غائب ہو کر دنیا کو ظلمت میں چھوڑ دیتا ہے اور وہی جگہ جہاں ریت کے ذرات
تک نظر آتے تھے اب وہاں انسان اپنا ہاتھ تک مشکل سے دیکھ سکتا ہے۔ پس یہ خدا تعالےٰ
کی صفت ہے۔ کہ وہ ایک عرصہ تک تو دنیا کو اسکی حالت پر چھوڑ دیتا ہے مگر دوسرے وقت
وہ ان کو ذرہ ذرہ کی سزا دیتا ہے اور اپنی شدید العقاب صفت کا ظہور دکھلاتا ہے مصر کے فرعون
ایک مدت تک بنی اسرائیل پر ظلم کرتے رہے مگر کوئی سزا نہ پائی آخر ایک زمانہ آیا کہ موسیٰ کو مبعوث
کیا گیا اور ایک عرصہ تک مصریوں کو متنبہ کرنیکے بعد جب راستہ صاف نہ ہوا تو خدا تعالےٰ کا ایسا
عذاب آیا کہ سب کو غرق کر دیا۔ نبی کریم کے زمانے تک شرک اور کفر عرب میں پھیلا رہا مگر کچھ عقوبت نہ ہوئی
مگر آپ کے مبعوث ہوتے ہی تمام عرب کو زیر و زبر کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے متکبر عمائد عرب
تیر کی طرح سیدھے ہو گئے اور جو شرک کے حامی تھے توحید پر جان نثار کرنے لگے۔ غرض تمام دنیا کا کارخانہ
اسی طرح چلتا ہے اور یہی خدا تعالیٰ کی سنت ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر جگہ ایک مامور ہی بھیجا جائے
یا اسکی کتب کی اشاعت وہاں ہو بلکہ خود خدا تعالیٰ اس کام کو کرتا ہے یعنی کہیں تو ایک مامور کو بھیجدیتا
ہے اور کہیں اس کی کتب سے دنیا کو متنبہ اور خبردار کر دیتا ہے۔ کہیں زبانی طور سے اسکی تعلیم پھیل جاتی ہے
اور کہیں فطرتیں خود بخود تیز کی جاتی ہیں اور خود ضمیر انسانی انسان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ توحید کیطرف
رغبت کرے اور کہیں یہ ہوتا ہے کہ کتب سابقہ جو ایک مشترکہ سچائی کو اپنے اندر رکھتی ہیں پھیلائی
جاتی ہیں اور دنیا کو اُن کے ذریعہ سے ہی خبردار کر دیا جاتا ہے پس اگر اس موقعہ پر انسان نہ
سمجھے تو وہ عذاب الہی کا مستحق ٹھہرتا ہے اب اس زمانے میں بھی دیکھو کہ حضرت اقدس سے پہلے ایک
زمانہ تک دنیا بالکل غفلت میں چھوڑ دی گئی تھی اور اس سے کوئی باز پرس نہ کی جاتی تھی لیکن

آپکے مبعوث ہوتے ہی ایک طرف تو آپ کے لکچرون اور کتب سے دنیا کے ایک حصہ کو متنبہ کیا دوسری طرف فطرتین تیز ہو گئیں اور کتب سابقہ کی اس قدر اشاعت ہوئی کہ اس سے پہلے کسی زمانہ میں نہ ہوئی تہی وید کے ترجمہ کیے گئے انجیل اور تورات کروڑون کی تعداد میں دنیا میں شایع کی گئیں خود قرآن شریف مختلف زبانون میں ترجمہ ہو کر شایع ہوا اور عربی زبان بہی ایک کثیر تعداد مین چہپی۔ اس طرح دنیا کو اصل سچائی کی طرف یعنی توحید کیطرف اور نیک اخلاق کیطرف اور بدی کے ترک کی توجہ دلائی گئی ہے چنانچہ ہم دیکہتے ہیں کہ اس وقت چارون طرف یہ شور ہے کہ اور کچہ نہ ہو۔ شرک تو ایک بہت بڑا گند ہے۔ یورپ و امریکہ کی ہزارون قومیں اس امر سے فایدہ اُٹہا کر شرک کو ترک کر رہی ہیں۔ مگر چونکہ ایک کثیر تعداد نے شرک کو ترک نہ کیا اور اخلاق کی درستی نہ کی تو پہر خدا کے عذاب سے بچ نہ سکی۔ پس یہ تمام جو کچہ ہوا سب ایک مامور کے مبعوث ہونیکی تائید مین ہوا۔ خود حضرت صاحب لکہہ چکے ہیں کہ عذاب میری تردید سے نہیں بلکہ اُن سچائیون کی تردید سے آ رہے ہین جن کے پہیلانے کے لیے میں دنیا میں آیا ہون۔ اگر دنیا ان گناہون کو ترک کر دے جن میں مبتلا ہے تو پہر خدا بہی ان عذابون کو ٹالدیگا جنکا وعدہ دیچکا ہے پس ہر ایک شخص سمجہ سکتا ہے کہ اس وقت اٹلی میں کسقدر شرک کی زیادتی ہے وہان کے باشندون نے وقت کو نہ سمجہا اور گناہون کو ترک نہ کیا اس لیے خدا نے انہیں ترک کر دیا پس کسی کا یہ کہنا کہ اُنپر عذاب کیون آیا۔ جبکہ ابہی انہیں حضرت مسیح موعود کی بعثت کی خبر بہی نہ تہی درست نہ ہوگا۔ جبکہ خدا نے زمانہ میں ایسی ہوا ہی چلا دی تہی کہ ہر ایک شخص شرک کے گند کو سمجہ سکتا تہا پہر ان کا فرض تہا کہ وہ اس گند کو چہوڑ دیتے۔

اب اِس زلزلہ کے متعلق چند پیشگوئیان لکہتا ہون کہ جن سے حضرت مسیح موعود کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اول یہ کہ آپ نے براہین احمدیہ میں ایک الہام درج کیا۔ کہ میں تجہی اپنی ... چمکار دکہلاؤنگا اپنی قدرت نمائی سے تجہکو اُٹہاؤنگا دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی ظاہر

کریگا۔ الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم فلما تجلٰی ربه للجبل جعله دکاً قوة الرحمٰن لعبید الله الصمد ،، یعنی خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں نے تجھے اپنا مامور مقرر کیا ہے اور اپنی قدرت نمائی سے میں تجھ اُٹھاؤنگا۔ اور چونکہ دنیا باوجود تیری انذاری پیشگوئیوں کے غفلت کو نہ چھوڑیگی اور تیرا انکار کریگی اس لیے میں بڑے زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کرونگا اور چونکہ ان دنوں میں تجھپر ایک فتنہ برپا کیا جاویگا۔ اس لیئے تیری سچائی ظاہر کرنیکے لیئے اور تجھ بری کرنیکے لیے ایک نشان دکھلاؤنگا اور میں پہاڑوں پر اپنی تجلی کرونگا اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کردونگا۔ اور یہ میری رحمانیت کی صفت کے جوش سے ہوگا اور تیرے لیے ہوگا۔ جو اللہ الصمد کا بندہ ہے اب اس الہام پر غور کر کے دیکھو اور عقل سے کام لو۔ تو کیسا صاف اور بین معلوم ہوتا ہے بیشک ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں زلزلے آیا کرتے ہیں اور تباہیاں ہوتی ہیں لیکن اس بات کی نظیر کوئی نہیں لاسکتا کہ جھوٹے نبی نے نبوت کا دعوے کیا ہو اور پہر اس نے ایک پیشگوئی کی ہو کہ اس زور سے زلزلے آئینگے اور خدا تجلی دکھلائیگا اور پہر وہ پیشگوئی اس زور سے پوری ہوئی ہو کہ نہ صرف اس کے ملک میں بلکہ دنیا کے ہر ایک حصہ میں زلزلے آئے اور اس ہولناک طرز سے آئے کہ انسان کی عقل چکرا جائے اور ہوش اڑجائیں درندوں کے پرندوں کے حواس غائب پس جبکہ ایسی نظیر کوئی نہیں اور ایسا خیال تک کرنا شرک ہے اور خدائے قدیر کی ہتک ہے اور اسپر ایک گندہ الزام ہے۔ جو اس کی شان سے بالکل بعید ہے تو پہر حضرت مسیح موعود کا انکار کیوں ہے۔ اور کس لیے ہے وہ خدا کا نذیر دنیا میں آیا اور چلا بھی گیا مگر دنیا نے اُس کی طرف بہت کم التفات کیا مگر کیا خدا کے کام بندوں کے ہاتھوں اور کوشش سے رک سکتے ہیں۔ نہیں اور کبھی نہیں۔ پہر اے کمزور انسان تو خدا کے مقابلہ کے لیے کیوں اُٹھتا ہے اور اس کے برگزیدہ کے انکار پر کیوں کمربستہ ہے اگر تجھے اپنی جان کی پرواہ نہیں تو اپنے اہل وعیال پر رحم کر اور اُن کی بے بسی اور بے کسی پر نظر

ڈالنا ایسا نہ ہو کہ وہ لا یخاف عقبٰھا کے حکم کے ماتحت ہلاک کیے جائیں اور ذلت اور خواری کے دن دیکھیں۔ دیکھو اور غور کرو کہ اس الہام میں کیسا صاف اشارہ ہے کہ زلازل زیادہ تر عیسائی ممالک میں آئینگے اور ان سے زیادہ تر انہیں کی سلطنتوں کو برداشت کرنا پڑیگا چنانچہ قوۃ الرحمٰن کا لفظ صاف دلالت کرتا ہے کہ یہ کسی ایسی قوم کے متعلق ہے جو رحمٰن پر کوئی ناجائز حملہ کرتی ہے کیونکہ بظاہر تو رحمٰن کا کام رحم کرنا اور بخشش کرنا ہے پھر اس عذاب سے کیا مطلب پس صاف ظاہر ہے کہ یہ رحمٰن کی صفت ہیں اس کی محرک ہوگی یعنی رحمٰن کی صفت پر کوئی الزام لگایا جائیگا اور اس کے بدلے میں خدا تعالیٰ پہاڑوں پر تجلی ظاہر کریگا۔ یعنی زلزلوں کے ساتھ دنیا کو ہلاک کریگا چنانچہ اس بارہ میں قرآن شریف میں بھی تیرہ سو برس پہلے خبر دیگئی ہے اور قریباً انہیں معانی کے ساتھ ہے اور وہ یہ کہ وقالوا اتخذ الرحمٰن ولداہ لقد جئتم شیئاً ادا تکاد السموٰت یتفطرن منہ و تنشق الارض وتخر الجبال ھداً یعنی عیسائی خدا تعالےٰ کا جو رحمٰن ہے بیٹا مقرر کرتے ہیں اور تحقیق یہ ایک ایسی بڑی بات ہے کہ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ زلزلہ کے ساتھ کانپ کر گر پڑیں پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسے زلزلے زیادہ تر عیسائی ممالک میں یا جہاں وہ حکومت کرتے ہیں آئینگے سو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ایسا ہی ہوا ہندوستان کا زلزلہ یہاں فرانسسکو کا زلزلہ چلی ہکسیکو کا زلزلہ اور یہ آخری اٹلی اور سسلی کا زلزلہ یہ تمام ایسے ہی ممالک میں تھے کہ یا تو وہاں عیسائی گورنمنٹ حکومت کرتی تھی۔ یا خود وہاں کے باشندے عیسائی تھے۔ پس سوچو کیا یہ انسان کا کام ہے کہ پچیس برس پہلے ایک آئندہ امر کی خبر دے اور اس شان کے ساتھ کہ وجوہات اور ممالک تک بتا دے پھر عبداللہ الصمد بھی ظاہر کرتا ہے کہ یہ زلزلے اس لیے آئینگے کہ عیسائیوں نے ایک عبداللہ الصمد کو خدا اور اس کا بیٹا قرار دیا ہے چنانچہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ مسیح محمدی جو مسیح موسوی سے کہیں بڑھ کر ہے جب خدا سے بے نیاز

کے آگے ایک عبد ہے یعنی ادنیٰ غلام تو مسیح موسوی کو اس کا بیٹا کیون قرار دیا جاتا ہے پس چونکہ یہ ایک بڑا گناہ ہے ہم اس عبد کے ہاتھون پر ایسا بڑا معجزہ دکھائیں گے کہ دنیا ششدر رہ جائیگی اور اسے مجبوراً پہر خدائے واحدہ کی طرف آنا پڑیگا۔ پہر اس کے علاوہ اور بہت سے زبردست الہامات ہیں جن سے اس قسم کے زلازل کی خبر دی گئی تہی اور لکہا تہا کہ پنج دفعہ زلزلہ بڑا سخت آئیگا یہان تک کہ انسان پکار اُٹھیگا۔ کہ مالہا یعنی یہ کیا ہو گیا اور دنیا کو کیا ہونے والا ہے چنانچہ حقیقت الوحی میں یہ الہام درج ہے کہ وبلک نری آیات ونہدم مایعمرون هل اتٰك حديث الزلزلة - اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها وقال الانسان مالها يومئذ تحدث اخبارها بان ربك اوحى لها - احسب الناس ان يتركوا وما ياتيهم الابغتة - يسئلونك احق هو قل اي وربي انه لحق ط ولايرد عن قوم يعرضون - چمک دکہلاؤنگا تمکو اس نشان کی پنجبار - اگر چاہون تو اس دن خاتمہ ط ہو نچال آیا اور شدت سے آیا زمین تہ و بالا کردی ط اور ان کے علاوہ اور بہی بہت سے الہام ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں بہت سی تباہیان اور زلزلے آئینگے اور زمین تہ و بالا کردی جائیگی اور ایسے زلزلہ مختلف ممالک میں آئینگے اور ان میں سے پانچ زلزلے بہت ہی سخت ہونگے - پہر حضرت مسیح موعود نے اشتہار البلاغ میں اور زلزلہ کی خبر بار سوم میں زلزلہ کا وقت بہی بتایا ہے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا کچھ اور حصہ رات میں سے یا ایسا وقت ہوگا جو اس سے قریب ہوگا

پس اے بنی نوع انسان غور کرو اور فکر کرو کیونکہ خدا کا مقابلہ ٹھیک نہیں خدا تعالےٰ اس وقت تک دنیا کو چھوڑ نہیں سکتا جب تک کہ دنیا ابہی

اصلاح نہ کرے۔ کفر و شرک سے پرہیز کرو۔ کہ اس میں سوا ہلاکت کے کچھ نہیں
خدا کا برگزیدہ مسیح دنیا میں آکر فوت بھی ہوگیا۔ پس جب محمدی مسیح دنیا میں آکر موت
سے نہیں بچ سکا۔ تو یہ خیال مت کرو کہ موسوی مسیح اس پیالہ کے پینے سے
محفوظ رہا اپنے نفسوں کی اصلاح کرو تا خدا بھی اپنے کام میں تبدیلی کرے۔ اور
قہر کو مہر سے بدل دے یہ وقت ہے کہ تم اصلاح کر لو ورنہ موت کے وقت
پچھتانا فضول ہوگا۔ دیکھو میں تمہیں ایک اور پیشگوئی بتاتا ہوں کہ تم اصلاح بھی کر لو
اور کامل یقین بھی ہو جائے کہ زلزلہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے مطابق ہوا
اور آپ کی سچائی کا ایک بڑا ثبوت آپ اپنی کتاب حقیقت الوحی میں فرماتے ہیں
"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور سے زلزلہ کی خبر دی ہے .... بعض
ان میں سے قیامت کا نمونہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی اس
موت سے پرند چرند بھی باہر نہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی کہ تباہی آئیگی کہ اس روز
سے کہ انسان پیدا ہوا۔ ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر
ہو جائینگے۔ کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور
آسمان بھی ہولناک صورت میں پیدا ہو جائینگی۔ یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں
وہ باتیں غیر معمولی ہو جائینگی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ
نہ ملیگا ..... وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں۔ کہ
دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی ..... اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے
ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری
مدد نہیں کر سکتا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں
وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے بہت برے
کام کیے گئے اور وہ چپ رہا ... وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا جس کے سننے کی

ہوں سنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا۔ کہ تقدیر کے نوشتہ پورے ہوتے ۱۱ حقیقت الوحی صفحہ ۵۵۶ و ۵۵۵ - پس اے عقلمندوں اور داناؤں غور کرو کہ یہ پیشگوئی بھی کیسی صاف اور روشن ہے یورپ اور جزائر کے رہنے والے خبردار کیے گئے ہیں اور انہیں بتایا گیا ہے کہ تمہارے شہر گرینگے اور تمہاری آبادیاں ویران ہوگئیں اور یہ اس سبب سے کہ تم نے ایک انسان کو خدا بنا رکھا ہے پس یاد رکھو کہ اس دن کوئی مصنوعی خدا کام نہ آئیگا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس پیشگوئی کے یہ لفظ کہ وہ واحد یگانہ ایک وقت تک خاموش رہا اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ زلزلہ اس ملک میں آئیگا۔ جس میں شرک حد سے زیادہ بڑھ گیا ہوگا۔ پس کیا اٹلی سے زیادہ کوئی ایسا ملک ہے جہاں شرک کی کثرت ہو۔ اور ممالک میں مسیح سے شرک کیا جاتا ہے مگر وہاں وہ شخص رہتا ہے جو خود خدائی طاقتوں والا تصور کیا جاتا ہے۔ کیا مسیحی صاحبان اس قدر سمجھ نہیں رکھتے کہ وہ سوچیں۔ کہ اگر مسیح ان کے گناہوں کی وجہ سے صلیب پر لٹکایا گیا۔ اور ان کی خاطر اس نے جاندی اور اس طرح ان کے گناہوں کا کفارہ ہوا۔ تو یہ لاکھوں آدمی تباہ کیوں ہوے۔ کیا مسیح کا کفارہ اب کمزور ہوگیا ہے اور بوسیدہ ہوگیا ہے۔ اور اب اس میں طاقت نہیں جو پہلے تھی۔ نہیں اصل بات یہ ہی۔ کہ وہ لوگ شرک میں حد سے بڑھ گئے تھے۔ اور مسیح کو خدا کا بیٹا تصور کرتے تھے۔ پس خدا نے انہیں اپنا ہاتھ دکھایا۔ اور اس طرح مسیح کی وہ پیشگوئی بھی پوری کی۔ کہ میری دوبارہ آمد کے وقت زلزلے آئینگے اور مری پڑیگی۔ پس کیا کوئی ایسا شخص نہیں۔ جو موقع سے فائدہ اُٹھا سکے۔ اور مسیح ثانی پر ایمان لاسکے۔ یاد رکھو کہ ابھی خطرہ کا

وقت سر پر ہے۔ انجیل اس بات کی شہادت دیتی ہے۔ اور قرآن شریف بڑے زور آور لفظوں میں ڈراتا ہے۔ اور اس وقت کا مجدد اور مسیح تمہیں عین وقت پر خبردار کر چکا ہے۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ خدائی باتیں لکھیں نہیں ٹلتین۔ پس اے ایک ضعیف کو خدا بنانے والو اُٹھو اور توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ خدا کا مسیح خبر دیتا ہے۔ کہ تباہی تمہارے دروازے پر ہے اور ویرانی اور تباہی تمہارے شہروں اور ملکوں پر اور غیر قوموں کے آدمیوں خواہ مسلمان خواہ ہندو خواہ بدھ خواہ یہودی تمہارے سیسے بھی وہ ہلاکتوں کی اطلاع دے چکا ہے۔ پس خدائے واحدہٗ پر ایمان لاؤ اور ضد کو چھوڑ دو۔ کیونکہ خدا ضدی کو ناپسند کرتا ہے۔ تم نے صدہا معجزات دیکھے اور دیکھ رہے ہو۔ پھر کیا وجہ کہ ایمان نہیں لاتے کیا اٹلی اور سسلی کے دو لاکھ سے زیادہ ہلاک شدہ لوگوں کی موت تمہارے دل پر کچھ اثر نہیں ڈالتی۔ دیکھو اس تباہی کی نسبت دنیا کیا کہتی ہے۔ پانویر لکھتا ہے کہ اس قسم کی تباہی دنیا پر آج تک کبھی نہیں آئی تھی۔ اور دوسرے اخبار بھی اس کے ساتھ ہی آوازیں ہیں۔ اس جگہ پر اخبار عام لاہور کے چند کلمات یہاں نقل کر دیتا ہوں۔ تاکہ تباہی کا اندازہ ہو سکے ۱۱ شہر سینہ میں صرف دس ہزار باشندہ باقی بچے۔ شہر رجیوڈ کلبیریا میں صرف چار ہزار جانبر ہو سکے۔ آخر الذکر شہر میں گیارہ میل رقبہ کی زمین پھٹ کر ایسی ہو گئی۔ کہ شناخت کرنا ممکن نہیں۔ قطعی اندازہ سے ظاہر ہے۔ کہ اس عظیم زلزلہ کی تباہی سے دو لاکھ انسانی

جانیں ضائع ہو گئیں - فاقہ کش کتے اور ہزارہا مردار خوار پرندے لاشوں کو چھین جھپٹ کر ہضم کر گئے ہیں " ۵ / جنوری " زمین کے نیچے اس طرح آواز آئی - کہ سیکڑوں توپیں چلی ہیں - اس کے بعد سطح زمین پھٹ گئی - بستی ہڑپ ہو ئی - شہر ریجیو کا ایک حصہ زمین کے شگاف کے اندر غرق ہوا - سمندر کی لہروں نے رہا سہا حصہ تباہ کر دیا - " ۲ جنوری - " ساحل کے مشہور قصبے بالکل معدوم ہو گئے - مثلاً سینہ راجیوڈی - کلبریا وغیرہ صفحہ ہستی سے مٹ گئے - یہاں کی عمارت ٹون ہال ساہوکارہ بنک - ڈاکخانہ اور تمام فوجی بارکیں مسمار - کوئی مکان باقی نہ رہا - زلزلہ کی تباہی کے ساتھ آگ نے بربادی کا کام پورا کر دیا - مصائب کا ٹھکانا نہیں " یکم جنوری - غرض یہ تباہی کچھ ایسی نہیں - کہ دنیا اس پر چشم پوشی کرے - اس لیے وہ جو عقل رکھتا ہے فائدہ اُٹھائے اور خدا کے برگزیدہ کو قبول کرے کہاں ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا - کیا دنیا کی تباہی کے بعد بھی وہ ہوش میں نہیں آئینگے امرتسری مولوی اور بٹالوی مرتد وغیرہ ذرا غور کریں - اس اشتہار کے آخر میں میں ایک اور پیش گوئی بھی درج کرنی چاہتا ہوں کہ جو انہیں دنوں میں پوری ہوئی ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود نے اپنا ایک الہام گیارہ فروری سنہ ۱۹۰۶ء کے الحکم بدر اور ریویو آف ریلیجنز میں شائع کرایا تھا - جو کہ اسی مہینہ میں تمام ہندوستان میں شائع ہو گیا تھا - وہ اب بڑے زور سے آکر پورا ہوا - وہ الہام یہ

تھا۔کہ وہ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھہ حکم جاری کیا گیا تھا۔اب ان کی دلجوئی ہوگی،، اور اس پیشگوئی کا ہیڈ ٹنگ بنگالہ کی نسبت ایک پیشگوئی تھی۔چنانچہ بنگالی اخبارات میں بھی یہ الہام شایع ہوا تھا۔اب ناظرین غور کریں۔کہ جس وقت یہ الہام شایع ہوا تھا۔وہ زمانہ ایسا خطرناک تھا۔کہ گورنمنٹ بالکل اسباب کے برخلاف تھی۔کہ کوئی نئی رعایت دی جائے۔چنانچہ پارلیمنٹ میں بارہا ذکر کیا گیا کہ کوئی نئی رعایت نہ دی جائے گی۔اور تقسیم بنگالہ کے عوض میں کسی قسم کی دلجوئی نہیں ہوگی۔مگر خدا کو تو علم تھا کہ آخر کار بنگالہ کی دلجوئی ہوگی۔چنانچہ آج سے تین برس پہلے اس بات کو اس نے اپنے مامور کی معرفت دنیا کو خبر دی اور آج ہم دیکھتے ہیں۔کہ وہی بنگالی جو گورنمنٹ پر طرح طرح کے اعتراض دیتے تھے بڑے زور سے کہہ رہے ہیں۔کہ ہماری دلجوئی ہو گئی ہے۔اور یہ ان رعایتوں کی بنا پر ہے۔کہ جو لارڈ مارلے وزیر ہند نے......ابھی دی ہیں۔چنانچہ کانگریس میں فیصلہ کیا گیا ہے۔کہ یہ رعائتیں امید سے بڑھ کر ہیں اور ہم ان سے پورے مطمئن ہو گئے ہیں۔پس عقلمند انسان کے لیے یہ پیش گوئی کیسی صاف اور سیدھی ہے۔کیا کوئی غور کرنے والا ہے۔جو ان نشانات سے فائدہ اٹھا کر خدا کے مامور کی شناخت کرے۔ کیا دنیا سے حق پسندی کا مادہ ہی جاتا رہا۔اے دوستو خدا کیلئے غور کرو اور دیر نہ کرو۔کیونکہ خدا کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا آؤ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔خدا تمہاری حالت پر رحم کرے۔اور

تمہیں اپنے برگزیدہ کی شناخت عطا فرمائے۔ وآخر دعوٰنا ان
الحمد للہ رب العلمین۔ خاکسار مرزا محمود احمد

رسالہ تشحیذ الاذہان

رسالہ تشحیذ الاذہان اپنی عمر کے تین سال ختم کر چکا ہے اور اب چوتھے سال میں قدم رکھتا ہے۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں اس رسالہ نے جو سلسلہ کی خدمت کی ہے۔ وہ بزرگان ملت کی نظروں سے مخفی نہیں ہو۔ اس رسالہ کو ہمارے پیارے امام حضرت مہدی معہود و مسیح موعود کے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایڈٹ کرتے ہیں۔ اس رسالہ کو موافقین و مخالفین نے عزت کی نظر سے دیکھا ہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ پرانی تحریریں اور نظمیں اس رسالہ میں گاہے بگاہے شائع ہوتی ہیں۔ جن کو کوئی اخبار مہیا نہیں کر سکتا۔ میں آپ کی خدمت میں اس رسالہ کی امداد کے لیے خاص طور سے عرض کرتا ہوں۔ اگر آپ خریدار نہیں ہیں۔ تو خریدار بنکر اور اگر خریدار ہیں۔ تو اور خریدار مہیا کر کے ممنون فرمائیں۔ خریداری کے لیے تمام درخواستیں بنام مینجر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان دارالامان ضلع گورداسپور ہونی چاہئیں۔ والسلام۔

سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علےٰ رسولہ الکریم

اپیل بخدمت قوم

"یہ وہ نظم ہے کہ جو میری طرف سے ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائل پوری نے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر پڑھی۔ مین نے اُس وقت بھی حاضرین جلسہ کی خدمت مین عرض کر دی تھی کہ مین شاعری کے شوق مین نظم نہین کہتا بلکہ ایک خاص جوش جب تک نہ پیدا ہو نظم کہنا مکروہ سمجھتا ہون اس لئے سامعین اسے شعر سمجھ کر نہین بلکہ دردِ دل سے نکلی ہوئی نصیحت سمجھ کر سُنین۔ اب بھی مین کل ناظرین کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ وہ اسے غور سے پڑہین اور پھر اس کے مطالب پر غور کرین اور حتی الوسع اس پر عمل کرنے کی کوشش کرین۔ وما توفیقی اِلّا باللہ" ... ... خاکسار مرزا محمود احمد

نظم

کیا جانئے کہ دل کو مرے ہے یہ کیا ہُوا۔ | کس بات کا ہے اس کو یہ دھڑکا لگا ہُوا
کیون اس قدر یہ رنج و مصیبت مین چُور ہے | کیون اس سے امن و عیش ہی بالکل چھُپا ہُوا
وہ جوش اور خروش کہان پر چلے گئے | رہتا ہے اِس قدر یہ بھلا کیون دبا ہُوا
خالی ہے فرحت اور مسرت سے کیا سبب؟ | رہتا ہے آبلہ کی طرح کیون بھرا ہُوا
چھائی ہوئی ہے اِس پہ بھلا مُردنی یہ کیون | جیسے کہ وقت صبح دِیا ہو بجھا ہُوا

بادِ سموم نے اسے مرجھا دیا ہے کیوں — رہتا ہے کوئلہ کی طرح کیوں جلا ہوا
کیوں اس کی آب و تاب ہی مٹی میں مل گئی — جیسے ہو خاک میں کوئی موتی ملا ہوا
کیا غم ہے اور درد ہے کس بات کا اسے — کس رنج میں اور عذاب میں ہے مبتلا ہوا
مجھ پر بھی اس کی فکر میں آرام ہے حرام — میں اس کے غم میں خود ہوں شکار بلا ہوا
سب شعر و شاعری کے خیالات اڑ گئے — سب لطف ایک ہی بات میں کرکرا ہوا
آہ و فغان کرتے ہوئے تھک گیا ہوں میں — نالہ کہ جو رسا تھا مرا نارسا ہوا
ہر اک نے ساتھ چھوڑ دیا ایسے حال میں — سمجھے تھے باوفا جسے وہ بے وفا ہوا
اس درد و غم میں آنکھیں تک دے گئیں جواب — آنسو تلک بہانا انہیں ناروا ہوا
سارا جہان مرے لیئے تاریک ہو گیا — جو تھا مثال سایہ وہ مجھ سے جدا ہوا
رہتی ہے چاک جیب شکیبائی ہر گھڑی — دامانِ صبر رہتا ہے ہر دم پھٹا ہوا

اک عرصہ ہو گیا ہے کہ میں سوگوار ہوں
بیداد ہائے دہر سے زار و نزار ہوں

مدت سے پارہ ہائے جگر کھا رہا ہوں میں — رنج و محن کے قبضہ میں آیا ہوا ہوں میں
میری کمر کو قوم کے غم نے دیا ہے توڑ — کس ابتلا میں ہائے ہوا مبتلا ہوں میں
کوشاں حصول مطلب دل میں ہوں اسقدر — کہتا ہوں تم کو سچ ہمہ تن التجا ہوں میں
کچھ اپنے تن کا فکر ہے مجکو نہ جان کا — دین محمدی کے لیئے مر رہا ہوں میں
دُکھ درد سے ہے رنگ معیت کی پڑ رہی — مدت ہوئی کہ چین سے ناآشنا ہوں میں
میں رو رہا ہوں قوم کے مرجھائے پھول پر — بلبل تو کیا ہے اس سے کہیں خوشنوا ہوں میں
بیمار روح کے لئے خاک شفا ہوں میں — ہاں کیوں نہ ہو کہ خاک درِ مصطفےٰ ہوں میں
پھر کیوں نہ مجھ کو مذہب اسلام کا ہو فکر — جب جان و دل سے معتقدِ میرزا ہوں میں
دل اور جگر میں گھاؤ ہوئے جاتے ہیں کہ جب — چاروں طرف فساد پڑے دیکھتا ہوں میں

مرگ بستر پہ پیٹتی ہے جیسے ماں کوئی
حالت پہ اپنی قوم کے یوں پیٹتا ہوں میں

دل میرا ٹکڑے ٹکڑے ہوا ہے خدا گواہ
غم دور کرنے کیلئے گو ہنس رہا ہوں میں

تسکیں وہ میرے لیئے بس اک وجود تھا
تم جانتے ہو اس سے بھی اب تو جدا ہوں میں

برکت ہے سب کی سب اسی جان جہاں کی
ورنہ میری بساط ہے کیا اور کیا ہوں میں

شیطان سے جنگ کرتے ہیں جان تک لڑاؤنگا
یہ عہد ذات باری سے اب کر چکا ہوں میں

افسوس ہے کہ اسکو ذرا بھی خبر نہیں
جس سنگدل کیواسطے یاں مر مٹا ہوں میں

کہتا ہوں سچ کہ فکر میں تیری ہی غرق ہوں
اے قوم سُن کہ تیرے لیئے مر رہا ہوں میں

کیا جانے تو کہ کیسا مجھے اضطراب ہے
ایسا تپاں ہے سینہ کہ دل تک کباب ہے

حالات پر زمانے کے کچھ تو دھیان کرو
بے فائدہ نہ عمر یونہی رائگاں کرو

شیطان ہے اک عرصہ سے دنیا پہ حکمراں
اٹھو اور اٹھ کے خاک میں اسکو نہاں کرو

دکھلاؤ پھر صحابہ سا جوش و خروش تم
دنیا پہ اپنی قوت بازو عیاں کرو

پھر آزماؤ اپنے ارادوں کی پختگی
پھر تم دلوں کی طاقتوں کا امتحاں کرو

دل پھر مخالفانِ محمدؐ کے توڑ دو
پھر دشمنانِ دین کو تم بے زبان کرو

پھر ریزہ ریزہ کر دو بت شرک و کفر کے تم
کفار و مشرکین کو پھر نیم جاں کرو

پھر خاک میں ملا دو یہ سب قصر شیطنت
نام و نشان مٹا کے انہیں بے نشاں کرو

پہنچا کے چھوڑ و جھوٹ کو پھر انکے گھر تک
ہاں پھر سمندِ طبع کی جولانیاں کرو

ہاں پھر یلانِ فوج لعین کو پچھاڑ دو
میدان کارزار میں پھر گرمیاں کرو

پھر تم اٹھاؤ رنج و تعب دین کیواسطے
قربانِ راہِ دین محمدؐ میں جاں کرو

پھر اپنے ساتھ اور خلائق کو لو ملا
نا مہرباں جو ہے اسے مہرباں کرو

پھر دشمنان کو حلقۂ الفت میں باندھ لو
جو تم سے لڑ رہے ہیں انہیں ہمزباں کرو

سینہ سے اپنے پھر اُسی مہرو کو تو لگا — پھر دل مین اپنے یادِ خدا میہماں کرو

پھر اُسپہ اپنے حالِ زبوں کو کرو عیاں — پھر اُس کے آگے نالۂ آہ و فغاں کرو

ہان پھر اُسی صنم سے تعلق بڑہاؤ تم — پھر کاررواں دل کو ادھر ہی رواں کرو

پھر راتین کاٹو جاگ کے یادِ حبیب مین — پھر آنسوؤن کا چشم سے دریا رواں کرو

پھر اُس کی میٹھی میٹھی صداؤن کو تم سنو — پھر اپنے دل کو وصل سے تم شادماں کرو

ہاں ہاں اُسی حبیب سے پھر دل لگاؤ تم

ایسا بڑہاؤ پیار کہ بس مرہی جاؤ تم

ن۔ج۔ مضمون نویس انعام پاوے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہین

"یہ وہ تقریر ہے جو مین نے جلسہ کے موقعہ پر اٹھائیس تاریخ کو کی اس سے پہلے اخبار بدر مین بھی شائع ہو چکی ہے اور مکرمی قاضی اکمل صاحب نے تیار کی۔ لیکن اب تصنیف را مصنف نیکو کند بیان کے مطابق مین خود ان نوٹون سے جو اس موقعہ پر سکرٹری صاحب انجمن تشحیذ الاذہان نے لئے تھے اس کو تیار کرتا ہون۔

خاکسار مرزا محمود احمد"

یہ سوال طبعاً ہر ایک شخص کے دل مین پیدا ہوتا ہے کہ ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہین اور اس اصل مقصد کو کیونکر پا سکتے ہین کہ جس کے لئے ہم پیدا کئے گئے ہین سو اس کے جواب کے لائق قرآن شریف سے زیادہ اور کوئی کتاب نہین ہے اس لئے مین چند آیات قرآن شریف سے پڑھ کر آپ لوگون کو سناتا ہون۔

ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ۔ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل والقرآن۔ ومن اوفی بعہدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذلک ہو الفوز العظیم۔ التائبون العابدون الحامدون

التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناہون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ وبشر المؤمنین

ہر ایک شخص کو یہ سوچنا چاہیئے کہ خدا نے مجھے کیون پیدا کیا ہے اور جبکہ مرنا ہر ایک انسان کے لئے ضروری ہے تو دیکھنا یہ ہے کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا جب اس چند روزہ زندگی کے لئے انسان اس قدر کوششین کرتا ہے اور تدبیرین کام مین لاتا ہے اور روزانہ ضرورتین محسوس کرتا ہے تو کیا اُس لامحدود زندگی کے زمانہ کے لئے کوئی ضرورت نہین اور کیا ہمین اس کے لئے کچھ بھی تیاری نہین کرنی چاہیئے۔

ہمارے انبیاء و اولیاء آخرت کے متعلق بہت کچھ حالات بیان کر چکے ہین اور جو ضرورتین وہان پیش آئین گی اور جو اون کے حصول کے ذرائع ہین ان کی نسبت قرآن شریف بہت بسط اور تفصیل کے ساتھ ہمین بہت کچھ بتا چکا ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ کسی چیز کو بے فائدہ اور لغو پیدا نہین کرتا۔ کیونکہ یہ اس کی شان کے برخلاف ہے اُس نے جو انسان کو حواس خمسہ اور ہاتھ پاؤن دل و دماغ دئے ہین تو جب معلوم ہو کہ اس کو دوبارہ زندگی ملے گی۔ تو وہان بھی کچھ ایسے سامان موجود ہونے چاہئین جن مین یہ چیزین مشغول رہین چنانچہ خدا تعالیٰ نے جنت مین وہ سامان پیدا کئے ہین اور اگر وہ ایسا نہ کرتا۔ تو اس کا انسان کو پیدا کرنا ایک عبث عمل ٹھہرتا چنانچہ جیسا کہ جنت مین اُس نے سامان بنائے ہین ویسا ہی اس نے اون کے حصول کے ذریعہ بھی بتا دئے ہین اور اسلام اس راستہ کو بتاتا ہے جس پر چل کر انسان اپنی منزل مقصود کو پہنچ سکے اور اُن انعامات کو پا سکے جو اس کے لئے بعد از موت مقرر ہین۔ چنانچہ یہ آئتین جو مین نے پڑھی ہین ان مین خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم لوگ مجھے اپنی ساٹھ یا ستر برس کی زندگی اور تھوڑا مال دے دو۔ تو مین اس کے بدلہ مین تمہین ایک غیر محدود زندگی اور بے شمار اجر دون گا جس کا دوسرا نام جنت ہے۔ سو خدا تعالیٰ ان آئتون مین فرماتا ہے کہ ہم نے مومنون سے اُن کی جان اور مال خریدا ہے اور یہ اس لئے کہ ان کو اس کے بدلہ مین جنت دیجائے سو کیسا خوش قسمت ہے وہ انسان کہ جو ایسا بانفع اور مفید سودا کرے جس مین نفع ہی نفع

ہے اور نقصان نام کو نہین - انسان ایک ذرہ سا سودا کرنے لگے تو بڑی احتیاط کرتا ہے۔ اور ہمیشہ وہی خریدتا ہے جو مفید اور نفع رسان ہو - پس کیسا افسوس ہے اس پر جو ایسی تجارت نہ کرے کہ جس مین لاکہون کا نہین کروڑون کا نہین بلکہ غیر محدود نفع ہے خداتعالے اس جگہ فرماتا ہے کہ اس سودے مین کوئی نقصان نہین ہے پھر تجارت مین اس بات کا لحاظ بھی کر لیا جاتا ہے کہ بازار کا بھاؤ کیا ہے اور یہ تجارت ایسی تو نہین جس سے پہلے سوداگر ضرر اُٹھا چکے ہین - سو اس دینی تجارت مین بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم بھاؤ دریافت کرین اور اپنے سے پہلے تاجرون پر غور کرین کہ انہون نے اس تجارت سے کیا نفع یا نقصان اٹھایا سو ہم دیکھتے ہین کہ آدم سے لے کر ہمارے نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) تک بیشمار سوداگر ہو گذرے ہین - جنھون نے ہمیشہ اس سوداگری سے فائدہ ہی اُٹھایا بلکہ جو شخص اُن کے مقابلہ مین کسی اور جنس کا سوداگر بنا وہ ان کے سامنے ہلاک کیا گیا اور وہی کامیاب رہے ان سوداگرون مین سے سب سے بڑے ہمارے آنحضرت صلعم تھے - جب آپ نے اس تجارت کو شروع کیا تو آپ ایک یتیم بچہ تھے کوئی آپ کو جانتا تک نہ تہا مگر خدا نے آپ کو دریتیم بنایا اور وہ مرتبہ دیا - کہ اس وقت کروڑون آدمی آپ کے نام پر جان دینے کو تیار ہین آپ کو وہ چمک عنائت کی گئی - کہ سورج کی روشنی ماند پڑ گئی - آپ کو اس تجارت سے اس قدر فائدہ پہونچا - کہ اب تک کہ تیرہ سو برس گذر چکے ہین - آپکے نام کی عزت کے لئے لوگ کوشش کرتے ہین - چنانچہ آج جو ہم لوگ اس جگہ اکھٹے ہوئے ہین تو صرف اس لئے کہ اس برگزیدہ نبی کا نام دنیا سے مٹا جاتا ہے اُسے پھر روشن کرین پس جبکہ آپنے اس آئت کے موجب سوداکر کے اس قدر نفع اُٹھایا تو ہمین بھی چاہیئے - کہ جب کبھی کوئی سودا کرین - تو دیکھہ لین کہ آیا ہم سے پہلے آن حضرت صلعم نے یہ سودا کیا تہا کہ نہین، تاکہ ہم بھی آپکے قدم بقدم چل کر اسی طرح فائدہ اُٹھائین - پس اگر ہم آپ کی خریدی ہوئی جنس کو خریدین گے تو ضرور نفع اُٹھائینگے اور اگر وہ جنس خریدین گے - جو ہم سے پہلے فرعون و ابوجہل نے خریدی تہی تو ضرور ہے

کہ ہم اپنی آئندہ زندگی سے بے توجہی کریں کیونکہ بے توجہی ایمان کی کمزوری پر دلالت کرتی ہے اگر ایمان کامل ہو تو کبھی خدا کی طرف سے غفلت نہ ہو۔ دیکھو ایک طالب علم کو یقین ہوتا ہے کہ میں ایک دن ضرور کامیاب ہونگا اور ایک خاص امتحان پاس کر کے بہت عزت حاصل کرونگا اس کے لئے وہ راتوں کو جاگتا ہے اور اس کی غرض اس قدر ہوتی ہو کہ اس زندگی کے بقیہ ایام آرام سے گذر جائیں اور وہ یہاں تک محنت کرتا ہے کہ بعض اوقات اس کو سل اور دق ہو جاتی ہے۔ مزدور سارا دن محنت کرتا ہے۔ دھوپ میں ٹوکری اٹھاتا ہے اور سردی میں سرد گارے میں گھستا ہے یہاں تک کہ اس کا بدن ٹھٹھر جاتا اور یہ سب اس امید میں کہ شام کو گھر میں جا کر آرام پائے گا۔ پس اگر انسان کو ایمان ہو۔ کہ اس دنیا کی تھوڑی سی زندگی میں اگر میں خدا کی بتائی ہوئی تجارت کروں گا تو ابدالآباد تک نفع اوٹھاؤں گا تو وہ بے توجہی کیوں کرے۔ پس اصل بات یہی ہے کہ گنہگار انسان کو روزِ آخرت پر ایمان ہی نہیں ہوتا اگر اس کو ایمان ہو تو وہ بے توجہی کبھی نہ کرے۔

پس انسان کو چاہیئے کہ اپنے لئے وہ مال جمع کرے کہ جو اس کے کام آئے نہ وہ کہ اس کے بعد اس کے ورثاء برباد کریں۔ دنیا کا روپیہ اگر یہ جمع کرتا ہے تو اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء اُسے بے طرح لُٹا دیں گے۔ اور ضائع کر دیں گے لیکن اگر یہ اس قرآن کی بتائی ہوئی تجارت کو کرتا ہے تو اس سے وہ نفع اٹھائے گا کہ اس کے بعد کوئی اسے برباد نہ کر سکیگا بلکہ مرنے کے بعد اسی کے کام آئے گا۔ خدا تعالیٰ ایسے تاجروں کا خود خزانچی بن جاتا ہے پس جس کا خزانچی خدا ہو اس کو اور کسی کی کیا ضرورت ہے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کا خزانچی امین ہو۔ پس جب خدا سا امین خزانچی ملے تو اور کیا چاہیئے اور خدا کے پاس مال رکھوانے میں صرف یہی فائدہ نہیں کہ وہ امین ہے بلکہ علاوہ امانت کے وہ اس مال کو بڑھاتا ہے اور جب مال واپس کرتا ہے تو ہزاروں لاکھوں بلکہ غیر محدود گنا زیادہ کر کے دیتا ہے پس اس تجارت اور امانت میں فائدہ ہی فائدہ ہے کوئی نقصان نہیں مگر شرط یہ ہے

کہ پہلے اپنی جان و مال کو خدا کے سپرد کر دے اور اپنے وجود کو بیچ مین سے الگ کرے ہان جب وہ ایسا کرے گا تو پھر اسے چند روزہ زندگی کے بدلے غیر محدود زندگی ملے گی اور اس تھوڑے مال کے بدلہ بے شمار دولت ملیگی۔

پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یقاتلون فی سبیل اللہ۔ یعنے ایسے مؤمن جنھون نے اپنی جانین اور اپنے مال خدا کے ہاتھ جنت کے بدلہ مین بیچدئے ہین وہ خدا کی راہ مین لڑتے ہین یعنے اُن کا فرض یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ خدا کی راہ مین جہاد کرین پس اِس جگہ خدا تعالیٰ ان کو اپنے راہ مین جہاد کرنے کی تعلیم دیتا ہے آگے جہاد خواہ تلوار کا ہو خواہ قلم کا خواہ زبان کا۔ خواہ کسی اور قسم کا۔ پس جب انسان کچھ روپیہ کے بدلے اپنی جان جو کھون مین ڈال کر فوج کی نوکری کرتا ہے تو وہ خدا کی فوج مین کیون داخل نہین ہوتا جہان بے تعداد اجر ملتا ہے۔ ہر ایک انسان فطرتاً کہین نوکری کرتے ہوئے دیکھ لیتا ہے۔ کہ کہین مجھ پر پیچھے کوئی آفت تو نہین آئے گی۔ چنانچہ اکثر لوگ اُن ریاستون مین جہان بدنظمی پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ نوکری نہین کرتے کہ کہین لینے کے دینے نہ آپڑین اور تنخواہ کے علاوہ جائداد تک ضبط نہ ہو (جیسے اکثر ریاستون مین ہوتا ہے) پس جس کو خدا جیسا وعدون کا پورا اور مہربان مالک نوکر رکھے اُسے اور کیا چاہیئے اِن دنیاوی گورنمنٹون کے پاس انسان کچھ روپیہ کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اور جنگون مین سر کٹواتا ہے ممکن ہے کہ جہنم کے دروازے ان کے لئے کھولے جاوین مگر جو خدائی گورنمنٹ کی راہ مین مارا جاتا ہے یعنے دین کی خدمت کرتا ہوا فوت ہو جاتا ہے[1] اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور جنت کی حورین اس کی منتظر ہین۔ پھر دنیاوی گورنمنٹون کے ملازم سپاہی جب ہزارون معرکہ

---

[1] اِس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ انسان دنیاوی کام چھوڑ دے بلکہ ایک ہی وقت مین انسان کسی گورنمنٹ کا نوکر اور خدا کا سپاہی بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ اور راہ ہے اور وہ اور۔ انسانی گورنمنٹین جسمون پر حکومت کرتی ہین مگر خدائی گورنمنٹ کا ہیڈ کوارٹر دل ہوتا ہے۔

مار کر پنشن لیتے ہین تو اون کو نصف پنشن ملتی ہے۔ مگر خدا کا سپاہی جب پنشن لیتا ہے۔ یعنے فوت ہوتا ہے تو اس قدر عظیم الشان دی جاتی ہے کہ اُس کے وہم و گمان مین بھی نہین آسکتی تھی پھر یہان کی سلطنتون کی حفاظت سپاہی کرتے ہین مگر برخلاف اس کے آلٰہی گورنمنٹ اپنے سپاہیون کی خود حفاظت کرتی ہے اور یعصمک من الناس کی خوش آئند آواز اُنہین سنائی جاتی ہے وہ زندہ رہین یا فوت ہو جائین دونون حالتون مین فائدہ مین رہتے ہین۔

پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فیقتلون ویقتلون یعنے وہ لوگ جو اس طرح خدا کے ساتھ تجارت کرین اور اس کی فوجون مین داخل ہو جائین ان مین دلیری بھی چاہیئے اور چاہیئے کہ وہ دوسرون کو مارین اور آپ مارے جائین اور اپنی جانین لفظاً نہین بلکہ عملاً خدا کے سپرد کرین۔ پھر فرماتا ہو کہ وعداً علیه حقاً فی التوراۃ والانجیل والقراٰن ومن اوفیٰ بعهده من الله یعنے یہ سودا کر کے جو انعام اور نفع خدا نے تم کو دینے کا وعدہ کیا ہے کیا یہ سچا ہے یا جھوٹا سو خدا تعالےٰ یہان اپنے وعدہ کی نظیرین بتاتا ہے کہ ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے۔ کہ مین نے تین بڑی قومون سے وعدے کئے تھے۔ تو کیا وہ غلط نکلے جب نہین تو پھر تم کیون ڈرتے ہو جب خدا کی عادت ہے کہ وعدون کا سچا ہے اور جو کہتا ہے اُسے پورا کرتا ہے۔ تو پھر یہ وعدہ جو تم سے کیا گیا ہے کیون پورا نہ ہوگا کیا خدا سے زیادہ کوئی اور بھی ہے جو وعدون کا سچا اور پورا ہو۔ پس تم اپنی جانون اور مالون کو اس کے سپرد کرو وہ وعدہ کرتا ہے کہ تم کو اس تجارت سے بہت فائدہ پہونچے گا اور تم ابد الآباد کی زندگی اور لاانتہا مال پاؤ گے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ اس آیت مین فرماتا ہے کہ یہ وعدہ مین نے کیا ہے اور بالکل حق اور درست کیا ہے یعنے قسمی طور سے ہے اور مؤمنون کا حق ہے کہ اس سے وہ وعدہ پورا کروائین اور یہ پہلے اہل توریت سے ہو چکا ہے یعنے موسےٰ سے بھی ایک وعدہ ہوا تھا کہ ہم تیری قوم کو فرعون کے ہاتھون سے نجات دین گے اور تم کو بڑی ترقی دین گے۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ مبعوث ہوئے ہین تو اس وقت بنی اسرائیل پر بہت ظلم ہوتے تھے۔ یعنی کل قوم کو آدھا دن اینٹین بنانی پڑتی تھین اور وہ اس ملک مین نہایت

ذلت سے رہتے تھے مگر جب حضرت موسیٰ نے آکر ان لوگون کو خبر دی کہ اب خدا کا ارادہ تم کو
چھوڑانے کا ہے اور وہ اب تم کو آزاد کریگا اور پھر جا کر فرعون کو کہا کہ تو اس قوم کو چھوڑ دے
تو اس کا نتیجہ ایسا خطرناک ہؤا کہ پہلے تو صرف آدھا دن اُنہین کام کرنا پڑتا تھا اب فرعون نے
یہ خیال کر کے کہ یہ لوگ آدھا دن جو خالی رہتے ہین اس مین مختلف خیالات اُٹھتے رہتے ہین اور
آزادی کی امنگین پیدا ہوتی ہین آؤ اِن کو سارے دن کام پر لگائے رکھو حکم دیا کہ آج سے یہ لوگ
اینٹین پکانے کے لئے لکڑیان بھی خود ہی اکٹھی کیا کرین اور نصف وقت اینٹین بنائین اور
نصف وقت مین اوس کے لئے ایندھن جمع کرین اب یہ ایسا وقت تھا کہ بنی اسرائیل گھبرا گئے
اور لگے موسیٰ کو بُرا بھلا کہنے کہ آگے تو پھر بھی کچھ وقت خالی رہتا تھا اِس کے آنے سے وہ بھی
جاتا رہا اور آگے سے بھی زیادہ مُصیبت پڑی مگر کیا خدا کا کلام جھوٹا نکلا؟ نہین اُس کا وقت قریب تھا
ہان یہ واقعہ جو ہؤا تو صرف اِس وجہ سے کہ تا خدا اُنہین بتائے کہ یہ کام جو کچھ ہؤا یہ بنی اسرائیل کی
کوششون اور تدبیرون سے نہین ہؤا بلکہ محض خدا کے فضل سے اور اس کے وعدہ کیمطابق
ہؤا اور اُس نے ظاہر کیا کہ جب انسان کچھ نہین کر سکتا اور بات ناممکن ہو جاتی ہے تو اس وقت
مین اسے کر کے دکھا دیتا ہون۔ پس جب بنی اسرائیل طرح طرح کے عذابون کی تاب نہ لا سکے اور
اُن کی چیخ پکار بڑھ گئی اور انہون نے آہ وزاری شروع کی تو خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان کو
فرعون کے ہاتھون سے بچایا اور اس کو بمع اپنی فوجون کے سمندر مین غرق کیا اور یہ اس لئے
ہؤا کہ بنی اسرائیل نے اس کے دکھون سے تنگ آکر بہت آہ وزاری کی تھی پس خدا نے
بنی اسرائیل کے آنسوؤن کو سمندر بنا کر فرعون کو غرق کیا اور وہ فرعون جو حضرت موسیٰؑ سے
ہنسی کرتا تھا اپنا جلوہ سمندر کی تہ مین دکھایا اور بتا دیا کہ خدا جیسا آسمان پر ہے ویسا زمین پر
بھی ہے پس تو مکان کیون بناتا ہے آمین تجھے چہرہ زمین کی تہ مین سمندر کی لہرون کے نیچے
دکھاؤن۔ پس اِس طرح خدا کا وعدہ پورا ہؤا اور جو موسیٰؑ سے کہا گیا تھا لفظ بلفظ سچا ثابت ہؤا
پھر دوسرا وعدہ خدا تعالیٰ نے ہمارے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کیا اور جب کہ آپ بالکل

تن تنہا تھے اُس وقت آپ کو وہ خبر دی - جو انسانی عقل اور سمجھ سے بالا تھی یعنے آپ کو وعدہ دلایا کہ ایک بڑی قوم آپ کے ساتھ ہو گی اور آپ کا نور کل دنیا مین پھیل جائیگا اور وہ مکہ جہان آپ بیکسی کی حالت مین رہتے تھے اُسی مین آپ فاتح ہو کر آئین گے پس یہ ایسے وعدے تھے جن پر ایمان لانا تو الگ اس وقت کے لوگ حیران ہوتے تھے کہ کیا یہ کسی عقلمند کے موہنہ سے نکل سکتے ہین وہ یتیم جو خود محتاج تہا اس کو وعدہ دیا جاتا ہے کہ تیری وجہ سے دنیا کے یتیمون اور بیواؤن کی پرورش ہو گی - چنانچہ ایسا ہی ہُوا اور کل دُنیا نے اُن وعدون کو پورا ہوتے دیکھ لیا اور اس وقت کروڑون کی تعداد مین پھیلے ہوئے مسلمان اسی وعدہ کا نتیجہ ہین پس یہ وعدہ بھی خدا نے بڑے زور و شور سے پورا کیا پھر ایک اور وعدہ تہا جو حضرت عیسیٰ سے کیا گیا تہا اور کہا گیا تہا کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ اس کے متبع اس کے منکرون پر غلبہ پائین گے اور ایسا غلبہ پائین گے کہ پھر اس کے مخالف کبھی سر نہ اُٹھائینگے اور ہمیشہ آپ کے متبعین کے ماتحت ہی رہینگے - شروع شروع مین یہودیون نے زور کیا اور اس کے خدا کے برگزیدہ کے سر پر کانٹون کا تاج رکھا اور یہ اس لئے کہ وہ خدا کے وعدہ فرمائے تھے کہ مجھے ایک بڑی سلطنت دی جاوے گی مگر خدا نے دکھا دیا - کہ جنھون نے آپ کے سر پر کانٹے رکھے تھے - آخر انہین کانٹون کے بسترون پر لوٹنا پڑا اور یہ وہی حضرت عیسیٰ والا وعدہ ہے - کہ جس کے طفیل ہم اس وقت یہان جمع ہو گئے ہین کیونکہ خدا کے فضل سے ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے جو ایک عیسائی سلطنت ہے ہمین مذہبی آزادی دے رکھی ہے اور اگر یہ گورنمنٹ نہ ہوتی تو ہم ایسا نہ کر سکتے - غرض ان تین وعدون کا ذکر خداوند تعالیٰ یہان فرماتا ہے اور بتایا ہے کہ یہ تین وعدے ہین جو مین نے کئے ہین اور ایسے وقت مین کئے ہین جبکہ اُن کے پورے ہونے کا گمان بھی نہین ہو سکتا تہا تو پھر انسان کیون میرے وعدون پر شک لاتا ہے دیکھو دنیا مین بارہا یہ نظارہ نظر آیا ہے کہ ایک گدا گر کو جب ایک جگہ سے ایک پیسہ بھی مل جائے تو جب وہ اُس جگہ سے گذرتا ہے تو صدا دئے بغیر آگے نہیں بڑھتا کیونکہ اسے اُمید ہوتی ہے کہ خدا تعالے کے فضل سے یہان سے کچھ نہ کچھ مل ہی رہیگا اور اُس کا پچھلا تجربہ اسے ایسا کرنے پر مجبور کرتا ہے

توجب خدا تعالیٰ کے وعدون کو بارہا پورے ہوتے ہوئے دیکھا گیا ہے اور کبھی وہ خطا نہین گئے تو پھر کیون اس کے وعدہ پر اعتبار نہ کیا جائے اور کیون ہم اس کے دروازہ پر گرے نہ رہین دنیا مین ایک انسان وعدہ کرتا ہے تو ہم اُسپر ایمان لے آتے ہین اور اس پر اعتبار کرتے ہین پھر خدا کے وعدہ پر کیون شک لائین انسان کے وعدہ مین تو بہت مشکلات ہین مثلاً جو شخص جھوٹا وعدہ کرتا ہے یا اب تو اس نے سچے دل سے وعدہ کیا ہے لیکن چند دن کے بعد نیت بدل جائے پھر اگر نیت بھی نہ بدلے تو جن حالات پر اس نے وعدہ کیا تھا وہ حالات بدل جادین یا وہ خود فوت ہو جائے یا خود وہ چیز جس کا وعدہ تھا جاتی رہے مگر خدا پر تو یہ گمان بھی نہین ہو سکتا کہ وہ وعدہ کر کے بدل جائے اور یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ اس پر کوئی ابتلاء آئے یا جس چیز کو قائم رکھنا چاہے وہ ضائع ہو جائے پس انسان کے وعدہ پر تو ہم کو شک کی گنجائش ہے۔ اور طبعاً شک ہونا ہی چاہیئے۔ مگر خدا کے وعدہ پر تو شک لانا کفر کی نشانی ہے سلطنت کے ایک ادنے ملازم پر ہم یقین کرتے ہین کہ جو وعدہ اُس نے کیا ہے اسے پورا کریگا۔ پھر خدا کے وعدہ پر ہم کیون کر تردد کرین وہ ہمیشہ زندہ ہے۔ جس پر کوئی زوال نہین۔ جس کی قدرتون کو کوئی روک نہین سکتا جس کے قبضہ مین کل کائنات ہے اور جس کی حکومت ذرہ ذرہ پر ہے پس چاہیئے کہ انسان بجائے کسی انسان سے وعدہ لینے کے خدا سے وہ وعدہ لے جس کے پورا ہونے مین کوئی شک نہین ہم سے بھی خدا نے اس وقت ایک وعدہ کیا ہے اور اس کا پورا ہونا ہماری کوششون پر منحصر ہے یہ مت سمجھو کہ یہ کوئی نیا وعدہ ہے نہین بلکہ وہی جس کی نسبت مین نے ابھی آیت پڑھی ہے کہ حقاً فی التورات والانجیل والقرآن۔ یہ وعدہ ہم سے اس بناء پر نہین کہ ہم مسیح کی وفات کو مان لین بلکہ خدا نے اپنے رسول یعنے حضرت مسیح موعود کی معرفت ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اگر اُسی جنس کو خریدین گے جس کو پہلون نے خریدا تو ہم سے بھی وہی نیک سلوک ہوگا پس چاہیئے کہ ہم بجائے اس کے کہ مسیح کی وفات کے متعلق قرآن کی آیتین اور حدیثین تلاش کرین اور مسیح کو فوت شدہ ثابت کرنے کی کوشش کرین ہم اپنے نفس کی وفات ثابت کرین اور خدا کی مرضی کے آگے اپنے نفس کو بالکل ہلاک کر دین کیونکہ اگر مسیح کی وفات ثابت کرین تو دنیا کو کوئی ایسا بڑا فائدہ نہین پہونچ سکتا ہان نفس کی وفات ایک ایسی بات ہے کہ

جس کے ثابت ہونے کے بعد دنیا مین اصلاح ہو سکتی ہے ہم خدا کے رسول کو مان کر دنیا کے نزدیک تو کافر اور قابل نفرت ٹھہر چکے ہین ایسا نہ ہو کہ خدا کے نزدیک بھی ہم کافر ہی ٹھہرین اس لئے چاہیئے کہ ہر وقت خدا سے ڈر کر کام کرین دنیاوی تجارتین ہم نے اس لئے چھوڑین کہ ہم دینی تجارت کرین گے اور اس وجہ سے ہمارے مخالف ہم سے اس بات مین بڑھ گئے اب اگر دین کی تجارت مین بھی سستی کرین تو پھر خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہو جائین گے (نعوذ باللہ) ہم نے بیعت کے وقت خدا سے گویا کہ وعدہ کر لیا ہے کہ ہم دنیا کی جنس نہ خریدین گے بلکہ ہمیشہ دین کی جنس کو مقدم رکھین گے پس چاہیئے کہ ہمیشہ اس کا خیال رہے انسان کوئی چیز خریدتے وقت دو چار اور تجربہ کارون کو بھی دکھا لیتا ہے کہ آیا اس مین کچھ نقص تو نہین اسی طرح دینی چیزین خریدنے کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے ہمین ایسے تجربہ کار عنایت کئے ہین۔ کہ جو ہمین ہر ایک چیز کے حسن و قبح سے ہمین آگاہ کر دیتے ہین اور وہ ہمارے اعضا ہین مثلاً ہاتھ پاؤن دل و دماغ آنکھ کان ناک منہ زبان وغیرہ جب کوئی کام ہم ایسا کرتے ہین جو بری جنس سے ہوتا ہے تو فوراً ہمین یہ اطلاع دیتے ہین کہ یہ کام عہد کے خلاف ہوتا ہے قرآن مجید مین ہے ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ۔ میرے خیال مین یہ آیت قرآن شریف کی منجانب اللہ ہونے کا ثبوت ہے کیونکہ اس مین خدا تعالیٰ اس بات کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ قرآن شریف کو مین نے بھیجا ہے جو انسان کا پیدا کرنیوالا ہون اور اس کے کل خیلون اور وسوسون کو جانتا ہون اگر یہ کسی اور شخص یا مخلوق کی طرف سے ہوتا تو اس مین انسان کے دلی خیلات کا اظہار کس طرح ہوتا اور چونکہ اس مین انسان کے کل وسوسون اور خیالون کے متعلق ہدائتین اور جواب ہین اس لئے صاف ثابت ہوا کہ اس کا بھیجنے والا مین ہی ہون جو مخلوقات کا رب ہون پس یہ ایک کیسی کھلی بات ہے جو قرآن شریف اپنے منجانب اللہ ہونے کے بارہ مین پیش کرتا ہے انسان کے مختلف وسوسون کو انسان نہین جانتا پھر قرآن شریف نے کل وساوس کے جواب کیون کر دیدیئے اس لئے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے پس یہ آیت قرآن شریف کی سچائی کو ثابت کرتی ہے اس لئے غور کر کے دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین کوئی نیکی نہین بتائی جس کو کر کے اعضاء خوش ہوتے ہون اور کوئی ایسی بدی نہین بتائی کہ جس کو کر کے اعضاء برا نہ مناتے ہون

اور یہ قرآن شریف کی سچائی کا ایک کامل ثبوت ہے غرضیکہ خدا تعالےٰ نے انسان کو دینی سوداگری کرنے کے لئے چند تجربہ کار ضمانت کئے ہین جو ہر ایک کام کے وقت کے بتلانے مین کہ یہ نیک ہے یا بد۔

اس کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم اس بیع کو کر چکو اور اس کے تمام لوازم کو پورا کر لو تو تم اب اس بیع کے نتیجہ سے خوش ہو جاؤ کیونکہ تم نے وہ کام کیا ہے جس کا نتیجہ بہت ہی نیک ہوگا اور وہ ایک عظیم الشان کامیابی ہوگا پس جب ایک ادنیٰ انسان یا عہدہ دار کی دی ہوئی خوشخبری پر ہم اس قدر خوش ہوتے ہین کہ جامون مین پھولے نہین سماتے تو خدا کی بتائی ہوئی خوش خبری پر ہم کیون خوش نہ ہون جانتے ہو کہ خدا کا ایک دن .. ہزارون کا ہوتا ہے تو جب وہ ایک چیز کو بڑی کہتا ہے تو نہ معلوم وہ کتنی بڑی ہوگی میرے تو وہم مین بھی نہین آسکتی۔

اب اس کے بعد خدا نے چند شرطین بتائی ہین کہ جو اس بیع مین ضروری ہین اور جن کے بغیر یہ بیع مکمل نہین ہو سکتی اول تو یہ کہ انسان ہر وقت اپنے گناہون اور کوتاہیون کی معافی مانگتا رہے کیونکہ انسان بعض دفعہ پاک ہو جاتا ہے اور کبائر گناہون سے بچ رہ جاتا ہے مگر رفتہ رفتہ اس کے دل پر زنگ لگتا رہتا ہے اور آخر ہلاک ہو جاتا ہے اس کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ ترکیب بتائی ہے کہ توبہ کرتے رہو جو گناہون کے زنگ کی تلافی ہے اسمین یہ بھی بتایا ہے کہ مین غیر مذاہب کے جھوٹے خداؤن کی طرح ایسا نہین ہون کہ کبھی گناہ بخشون ہی نہین بلکہ جب کوئی توبہ کرے تو مین گناہ بخش دیتا ہون غرض کہ انسان کا دل ایک شیشہ کی طرح ہوتا ہے اگر وہ توبہ نہ کرے تو گدلا ہوتا رہتا ہے اور آخر ایک دن ناکارہ ہو جاتا ہے اس موقعہ پر مجھے ایک خواب یاد آگئی ہے وہ بھی سُنا دیتا ہون مین نے ایک دفعہ دیکھا کہ مین اسی طرف مونہہ کر کے جس طرف اب کھڑا ہون لیکچر دے رہا ہون اور اسی طرح اس طرف حضرت خلیفۃ المسیح بیٹھے ہین اور مین بیان کر رہا ہون کہ انسان کا دل ایک شیشہ کی طرح ہے اگر ایک ایسا شخص جس نے کبھی پہلے آئینہ نہ دیکھا ہو جب وہ اس کے پاس آکھڑا ہو۔ تو سمجھتا ہے کہ یہ کوئی اور شخص ہے۔ مگر جب وہ اپنی ہر ایک حرکت کے ساتھ اس مین بھی حرکت پاتا ہے تو آخر اس پر کھل جاتا ہے کہ یہ میرا ہی عکس ہے اور وہ اس سے اپنے عیب یا حسن پر آگاہی حاصل کرنے مین کام لیتا ہے اسی طرح خدا نے اپنا جلوہ

دکھانے کے لئے انسان کے دل کو پیدا کیا ہے پس جیسا کہ ایک شیشہ میلا ہو جاتا ہے اور کام نہیں دیتا تو اس کا مالک اُسے پھینک دیتا ہے اور وہ چور چور ہو جاتا ہے ایسا ہی خدا بھی جب دیکھتا ہے کہ کوئی دل میلا ہو گیا ہے اور اب اس کے جلوہ کو قبول نہیں کرتا تو وہ اسے زور سے پھینک دیتا ہے اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے ہاتھ میں ایک شیشہ پکڑا ہوا تھا جسے میں نے ان الفاظ .. کے ساتھ زور سے زمین پر دے مارا اور کہا کہ اس طرح پھینک دیتا ہے اس کے گرنے سے ایک ہیبت میرے دل پر طاری ہوئی اور میری آنکھ کھل گئی اس کے بعد شرک کا حال مجھ پر اس خواب سے کھلا کہ ایک بزرگ انسان جب اپنے دل کو بہت صاف کرتا ہے اور خدا کا جلوہ اس پر اچھی طرح سے پڑتا ہے تو کم علم لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی خدا ہے مگر اصل میں اسے خدا سے کیا نسبت وہ تو اس کا ایک ادنیٰ بندہ ہے۔ لیکن چونکہ اس کے دل پر خدا کا عکس پڑتا ہے اس لئے لوگ اسے خدا سمجھ لیتے ہیں اور یہی بھید ہے تمام دیوتاؤں وغیرہ کا۔ خیر یہ تو ایک بات میں بات آگئی اور اس طرح میری خواب بھی پوری ہو گئی اب پھر اصل مقصد کی طرف لوٹتا ہوں اور وہ یہ کہ توبہ کے بعد خدا تعالیٰ نے عبادت کو رکھا ہے یعنے انسان نہ صرف اپنے دل کو صاف کرے اور توبہ سے زنگ کو دور کرتا رہے بلکہ پھر اپنے دل کی صفائی سے یہی کام لے یعنے اپنے دل پر خدا تعالیٰ کے جلوہ کا عکس بھی ڈالتا رہے اور اپنے وقت کا ایک حصہ عبادت میں خرچ کرے۔ عبادت میں حکمت یہ ہے کہ اس سے انسان کا تعلق خدا تعالیٰ سے روز بروز بڑھتا رہتا ہے اور اگر انسان عبادت نہ کرے تو ضرور ہے کہ چند ہی دنوں میں انسان کا تعلق خدا سے کٹ کر شیطان سے ہو جائے پس خدا تعالیٰ نے عبادت کرنے کی طرف اپنے بندوں کو خاص توجہ دلائی ہے دیکھو تجارت وہ بری ہوتی ہے جو ایک جگہ ٹھہر جائے اور اس کے نفع میں ترقی نہ ہو جب کسی سوداگر سے یہ معاملہ پیش آیا تو سمجھو کہ اس کا کاروبار جلد ہی تباہ ہو جائیگا پس اسی طرح اگر انسان خدا سے تعلق پیدا کرکے آخرت کا نفع نہ جمع کرے تو دینی تجارت بھی جاتی رہیگی اور وہ اس میں گھاٹا کھائیگا پس چاہیئے کہ انسان عبادت میں سستی نہ کرے ورنہ سب کیا کرایا غارت ہوگا ہم دنیا میں عبادت کی ایک چھوٹی سی مثال دیکھتے ہیں کہ بہت سے آدمی اپنی جگہ کے افسر سے ملنے

کی کوشش کرتے ہیں اور جب ایک دو منٹ کے لیے اُس سے ملاقات نصیب ہوتی ہے تو ان کو صد درجہ کی خوشی ہوتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنا مقصد حاصل کر لیا اور گو کہ اس کوشش میں ان کو بہت سی تکلیفیں بھی اُٹھانی پڑتی ہیں اور بہت سا روپیہ بھی خرچ کرنا پڑتا ہے مگر کچھ پروا نہیں کرتے۔ پھر بعض دفعہ پہرہ داروں اور اردلیوں کی جھڑکیاں کھاتے ہیں مگر اُف تک نہیں کرتے تو جب کسی شخص کو خدائے عزّ و جل سے جو احکم الحاکمین ہے ملنے کا موقعہ ملے تو وہ کیسا خوش نصیب ہے اور اگر وہ سُستی کرے تو اس سے بدتر اور کون ہے دیکھو خدا کسی کو جھڑکیاں نہیں دیتا بلکہ اگر کوئی ایک قدم اسکی طرف جاتا ہے تو وہ اسکی طرف دو قدم چل کر آتا ہے اور اگر کوئی آہستہ چل کر آتا ہے تو وہ تیز آتا ہے اور اگر کوئی تیز چل کر آتا ہے تو وہ دوڑ کر آتا ہے اور یہ بات بھی نہیں کہ اس کے دیدار اور ملاقات کے لیے مہینوں یا برسوں انتظار کرنا پڑے بلکہ ایک دن میں کم سے کم پانچ دفعہ اس نے ہمیں ملاقات کا موقعہ دیا ہے پھر اگر ہم سستی کریں تو یہ ہماری بدبختی ہو (نعوذ باللہ) نہ کہ کچھ اس پر الزام ہے پھر عبادت کے بعد خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حمد اور شکر بھی کرنا چاہیئے اور اس کے احسانوں کو ہمیشہ یاد کرتے رہنا چاہیئے دیکھو ایک فقیر کو ایک آدمی پیسہ دیتا ہے تو وہ اس قدر ممنون ہوتا ہے کہ اس کو سچے دل سے ہزاروں دعائیں دیتا ہے اور نہایت شکرگزار ہوتا ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ کہ جس نے ہم پر بے پایاں احسان کئے ہماری شکرگذاری کا کس قدر مستحق ہے اور اگر ہم شکر کریں تو اس سے اس کو کچھ فائدہ نہیں پہونچتا بلکہ خود ہم کو ہی نفع ملتا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم۔ یعنے اگر تم لوگ میرا شکر کرو گے تو میں تم کو اور بھی دونگا اور زیادہ سے زیادہ انعام کرونگا پس اس کے شکریہ ادا کرنے میں ہم اس پر کچھ احسان نہیں کرتے بلکہ الٹا خود فائدہ اٹھاتے ہیں اگر ہم ناشکری کریں تو اس کا نقصان بھی خود ہم کو اُٹھانا پڑیگا کیونکہ خدا تعالیٰ کو اس سے کچھ نقصان نہیں پہونچ سکتا۔ بنگال گورنمنٹ کے بیشمار احسانات کا کفران کرکے اگر بنگالی برسر فساد ہوئے تو انہوں نے بعض انسانی جانیں لے لیں اور ملک کے ایک حصہ میں بے امنی پھیلادی۔ لیکن خدائی گورنمنٹ سے کوئی شخص مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شخص ناشکری کرتا ہے تو وہ خود سزا پائیگا اور دو غم و غصہ سے کس قدر جوش بھی دکھائے۔ تو بھی لاحاصل ہوگا کیونکہ کسی دنیاوی گورنمنٹ کے عہدہ داروں کو

تو ہبے گولے کارگر ہو سکتے ہیں مگر آپکی گورنمنٹ ایسی طاقتور ہے کہ اس کے افسروں پر کوئی ہتھیار اثر نہیں کرسکتا کیونکہ ان کے لیئے اللہ یعصمک من الناس کا حکم جاری ہو چکا ہوتا ہے پھر اگر ہم میں سے کوئی گورنمنٹ کی ناشکری کرے تو بوجہ انسان ہونے کے ممکن ہے کہ اس کے عہدہ دار اس واقعہ سے بیخبر رہیں لیکن آسمانی بادشاہت کے برخلاف کھلے کھلا تو کبھی بچ ہی نہیں سکتا کیونکہ وہ کسی طرح بھی اپنے خیالات کو چھپا نہیں سکتا اور چونکہ خدا تعالیٰ مخفی سے مخفی رازوں کو جانتا ہے اس لئے ایسا شخص ضرور مستوجب سزا ہوگا میں نے شکر کے معاملہ میں بارہا سوچا ہے کہ خدا تعالیٰ بھی بڑا رحیم ہے کہ اول تو خود ہی ہماری آسائش کے سامان بہم پہنچاتا ہے اور ہر قسم کی نعمتیں ہمیں عنایت کرتا ہے پھر ان نعمتوں سے فائدہ اُٹھانے کے لئے اُس نے ہمیں اعضاء اور حواس بھی پہلے سے ہی دے رکھے ہیں لیکن اگر کبھی ہمارے منہ سے یہ نکل جاوے کہ خدا کا ہم پر بڑا فضل ہے اور ہم شکر کریں تو وہ اور بھی خوش ہوتا ہی اور کہتا ہے کہ میرے بندے نے بڑا کام کیا آؤ میں اس پر اور بھی احسان کروں مگر غور کر کے دیکھو تو ہم نے کچھ بھی نہیں کیا سب کچھ اسی کا دیا ہوا تھا دل جس نے شکر کرنے کا خیال کیا اور زبان جس نے شکر کیا یہ بھی تو اسی کی دی ہوئی ہے پھر ہم نے کیا کیا کہ جس کا بدلہ وہ ہمیں دیتا ہے۔ غرضیکہ اس بات کو سوچکر مجھے بڑی حیرت آتی ہے کہ خدا کیسا رحیم کریم ہے۔

پھر آگے چلکر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ علاوہ شکر کے تم لوگ میری خاطر اپنی جانوں سے کچھ چھوڑو اور بھی یعنے بعض ایسی چیزیں جو تمہارے لئے جائز ہی ہیں وہ چھوڑ دو تا مجھ سے تعلق اور بھی بڑھے مثلاً اعتکاف کرو کہ اپنی آزادی کو میرے لئے چھوڑو یا اسی طرح اور بعض بدیوں سے رکو اور پرہیز کرو اس کے بعد فرماتا ہے کہ تم لوگ میرے لئے رکوع و سجود بھی کرو یعنے ہر وقت فرمانبرداری کی طرف توجہ لگائے رکھو اس رکوع و سجود پر مجھے خیال آتا ہے۔ کہ انسان کو بھی خدا نے کیسا ضدین کا تابع پیدا کیا ہے یہی انسان ہے کہ ایک وقت اگر برائی کی طرف جھکتا ہے تو حد درجہ کی شرارتیں کرنے لگتا ہے اور نیکی کی طرف توجہ کرتا ہے تو تب بھی کہیں کا کہیں جا پہونچتا ہے۔ میں نے کتے کو دیکھکر خیال کیا کہ اس میں دو صفتیں ہیں ایک تو بری اور ایک نیک۔ بری صفت تو حرص ہے اور نیک صفت وفاداری۔ مگر جب انسان شرارت پر آتا ہے تو کتے کی فرمانبرداری کرتا ہے اور حریص ہو جاتا ہے مگر افسوس ہے اس پر کہ وہ ان کی نیک صفت اختیار نہیں کرتا یعنے اپنے مالک اور آقا کی ذرہ

بھی وفاداری نہیں کرتا اس صورت میں وہ کتے سے بھی بدرجہا بدتر ہے مگر ساتھ ہی ایسے لوگ بھی
ہیں جو کتے سے سبق نہیں لیتے اور فرشتوں سے نصیحت حاصل کرتے ہیں یعنے وہ خدا کے ہر حکم کے آگے
فرشتوں کی طرح سجدہ کرنیکے لئے تیار ہوتے ہیں بلکہ فرشتہ سے بھی بڑھ جاتے ہیں اور نہ صرف سجدہ
کرتے ہیں بلکہ رکوع بھی کرتے ہیں پس انسان اگر برائی کی طرف لگتا ہے تو کتے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے
اور اگر نیکی اختیار کرتا ہے تو فرشتوں سے بھی بڑھ جاتا ہے غرض کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ پر اپنے
بندوں کو راستہ بتایا ہے کہ تم لوگ فرشتوں کی پیروی کرو اور پھر ان سے بھی بڑھ جاؤ۔

پھر فرمایا ہے کہ تم لوگ امر بالمعروف کرو یعنے بنی نوع انسان کو ہمیشہ نیک باتوں کی طرف بلاتے
رہو دیکھو اگر ایک شخص کے پاس کچھ روپیہ ہو اور وہ اپنے ایک بھائی کو جو سخت مصیبت میں مبتلا ہو
مدد نہ دے تو دنیا اُسے کس قدر ناپسند کرتی ہے اور اس سے کس قدر نفرت کی جاتی ہو کیونکہ اس کے پاس
ایک چیز تھی اور باوجود اس کے اس نے اپنے بھائی کی جو اس چیز کا سخت محتاج تھا مدد نہ کی۔ اُسکو تمام لوگ
ذلیل سمجھنے لگتے ہیں پس اگر کسی شخص کے پاس روحانی خزانہ ہو یعنے سچا مذہب اُس نے پالیا ہو تو کون
وہ دوسروں کو ہدایت نہ کرے اگر وہ ہدایت نہ کریگا اور لوگوں کو امر بالمعروف کرنے سے بخل یا سستی
کریگا تو وہ اس دنیا وی بخل سے کہیں بدتر ہوگا کیونکہ ایک مالدار شخص نے اگر کسی بھائی کی مدد نہ کی تو
اس کا اثر صرف چند گھنٹوں یا دنوں یا مہینوں یا سالوں تک ہوگا کیونکہ آخر موت کے بعد اس غریب کو
ہر ایک دکھ سے نجات مل جائیگی لیکن اگر کوئی ہدایت پاکر ہدایت نہیں دیتا تو وہ اپنے بھائی کو ابدالآباد تک
کیلئے ہلاک کرنا چاہتا ہے پس یہ اس دنیاوی بخل سے کہیں بڑھ کر ہے پس انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت
امر بالمعروف کرتا رہے اور جو ہدایت کا خزانہ اس کے پاس ہے اس سے اپنے بھائیوں کو محروم نہ رکھے ورنہ اس کا
نام خدا کے حضور بخیلوں میں لکھا جائیگا اور جب دنیاوی مال کے بخیل کے لئے خدا فرماتا ہے کہ وہ کبھی ہدایت
نہیں پاسکتا تو جانتے ہو روحانی مال کا بخیل کس قدر عذاب کا مستوجب ہوگا یاد رکھو کہ دنیاوی بخیل بچ
سکتا ہے مگر روحانی بخیل کے دل پر جب مہر لگائی جاتی ہے تو وہ نہیں ٹوٹا کرتی۔

پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ حدود الٰہیہ کی حفاظت کرو یعنے گناہوں سے بچو اور نیکوں کو بھی اس حد تک کرو

جہانتک حکم ہے ایسا نہ ہو کہ بےموقعہ عبادت کر بیٹھو کیونکہ وہ بھی ہلاکت کا ذریعہ ہے دیکھو نماز کیسی ثواب کی چیز ہے لیکن اگر کوئی شخص جان بوجھ کر سورج چڑھتے ہوئے نماز پڑھتا ہے تو وہ نماز اس کے لئے ہلاکت ہو جائیگی اور روزہ کس قدر نیکی ہے لیکن اگر کوئی شخص ارادتاً عید کے دن روزہ رکھتا ہے تو وہی روزہ اس کے لئے تباہی کا باعث ہوگا پس معلوم ہوا کہ ہر ایک کام اپنے وقت پر اچھا ہوتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ نیکی ہو یا بدی ہو حدود اللہ کا لحاظ ضرور رکھو کیونکہ انسان کا اصل مقصد تو خدا تعالیٰ کی خوشی ہے نماز روزہ اگر یہی عبادتیں کسی اور طرح پر ہوتیں تو خدا کو خوش کرنے کے لئے انسان اسی طرح کرتا پس چونکہ خدا تعالیٰ ہی مقصود بالذات ہے اس لئے اس کی مقرر کردہ حدود سے آگے بڑھنا نہیں چاہیئے۔

آخر میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کسی انسان نے اس پر عمل کیا اور دینی تجارت کے عہدنامہ پر ثابت قدم رہا تو ایسے شخص کو جو ایک با اخلاص مومن کا درجہ پا چکا ہے بشارت دو اب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک معمولی افسر اگر کسی کو اسکی کامیابی کی بشارت دے تو وہ پھولا نہیں سماتا۔ تو جسکو خدا بشارت دے وہ کیسا خوش ہوتا ہے اور کس طرح غمگین ہو سکتا ہے اگر انسان خدا کو غفار الرحیم ستار احد وعدوں کا پورا کرنیوالا مان کر پھر بھی غم کھائے تو یہ اسکی بڑی سخت نادانی ہے کیا اسے یقین نہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ صبر کریگا اور انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھیگا تو اسے نعم البدل عنایت ہوگا پس مومن انسان کو کوئی غم نہیں پہنچتا وہ مصیبتوں میں خوش اور غموں میں فرحان و شادان رہتا ہے یہ تمام چیزیں جو ہمارے پاس ہیں یہ سب خدا کی امانتیں ہیں بلکہ ہم خود بھی اسی کے ہیں پس اگر وہ کسی وقت مصلحت سے ایک امانت ہم سے واپس لیتا ہے تو ہم کیوں اسپر رنج کریں امانت کی واپسی پر جو شخص افسوس کرتا واویلا اور شور مچاتا اور چلاتا ہے اسکو کل دنیا پاگل سمجھتی ہے پس اگر خدا نے ہم سے کوئی امانت لے لی اور ہم شور و غل کریں تو ہمارے پاگل ہونے میں کیا شک ہے اور ایسا کرنا مومن کی شان سے بالکل بعید ہے دیکھو کہ خدا اپنے بندوں پر کیسا مہربان ہے وہ کبھی کسی پر ظلم نہیں کرتا جو شخص اس کے کسی فعل پر نالاں ہوتا ہے تو وہ نعوذ باللّٰہ اسے ظالم سمجھتا ہے مگر خدا ظالم نہیں ہم اپنی آنکھوں ہی سے دیکھتے ہیں کہ اس کا ایک نبی ہم میں آیا اور اپنا کام کر کے ہم سے جدا ہو گیا یہ ایک ایسا صدمہ ہے جو دنیا میں سب سے بڑھ کر ہے مگر کیا خدا نے ہم پر ظلم کیا کبھی نہیں بلکہ جب اُس نے مصلحت وقت یہی دیکھی کہ اسکو واپس بلائے تو ساتھ ہی اُس نے ہماری تسلی کیلئے قدرت ثانی کا وعدہ کر دیا کہ اس کے جانے کے بعد میں تمہیں اپنی قدرت کا دوسرا ظہور دکھلاؤنگا پس اس طرح اس نے حضرت مسیح موعود کی پیدائش کو اور وفات دونوں کو مبارک کر کے دکھلا دیا۔ اب میں لیکچر ختم کرتا ہوں اور قرآن شریف کی آیات سے وہ طریقہ بتا چکا ہوں کہ ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں و آخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

والسلام
مرزا محمود احمد

سنہ ۱۳۲۷

ہجری المقدس علی صاحبہا التحیۃ والسلام

ناظرین سنہ ۱۳۲۶ھ ختم ہو چکا ہے۔ اور اسی طرح یہ سال رسالہ سنہ ۱۳۲۷ھ یعنی اپنی عمر کے چوتھے سال مین قدم رکھتا ہے۔ مین نئے سال کی ناظرین کو مبارکباد دیتا ہون۔ اور ساتھ ہی آپ کی توجہ کو اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہون۔ کہ یہ ایک معمولی بات نہیں ہے۔ کہ ہم سنہ ۱۳۲۶ھ کو چھوڑ کر سنہ ۱۳۲۷ھ مین قدم رکھتے ہیں بلکہ یہ ایک عظیم الشان انقلاب ہے۔ سنہ ۱۳۲۶ھ اور سنہ ۱۳۲۷ھ کا فرق ظاہر کرتا ہے۔ کہ ہم اس وقت سے جبکہ سنہ ۱۳۲۶ھ شروع ہوا اس وقت تک ایک سال کی عمر گذار چکے ہیں۔ ایک باریک بین انسان کے لیئے یہ معمولی بات نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنے پیدا کنندہ کے اس ارشاد کیطرف متوجہ ہوتا ہے۔ کہ ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنہار لآیٰت لاولی الالباب یعنی آسمان و زمین کی پیدایش اور دن رات کی تبدیلی مین عقلمندون کے لیئے نشانات ہیں جب دن رات کی تبدیلی اس قابل ہوتی ہے کہ ایک عقلمند کو اس میں سے نشانات طلب کرنے چاہیئن۔ تو کیا وجہ کہ سالون کی تبدیلی مین اس مسئلہ پر غور نہ کیا جاوے۔ اس اصول کو مدنظر رکھکر ہم اپنے ناظرین کی خدمت مین عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ بھی غور فرمائیں۔ کہ سنہ ۱۳۲۶ھ مین انہون نے کیا کیا نشانات دیکھے

ہیں۔ہم اس وقت اس امر پر بحث نہیں کر سکتے۔کہ ۱۳۲۶ھ میں کیا کیا نشان واقع ہوئے ہیں۔کیونکہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔اور ہر ایک غور کرنیوالا اپنی قسم کے نشانات معلوم کر سکتا ہے تاہم ان نشانات کے ایک حصہ پر ہم کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ابھی ۱۳۲۶ھ کا تیسرا حصہ ہی گذرا تھا۔کہ ہمارے امام ہمام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس دار فانی سے کوچ کر کے اپنے حقیقی مولا کو جا ملے۔اور ہمیں بتا گئے۔کہ دنیا ایک مسافر خانہ ہے ایک مسافر کسی مسافر خانہ میں جاتا ہے۔اور ایک آنی آرام کر کے اپنے مقصد کیطرف چلا جاتا ہے۔اسی طرح اس دنیا کا حال ہے ایک انسان اس دنیا میں آتا ہے اور کچھ عرصہ رہکر اپنے مولا کیطرف واپس ہوتا ہوا۔اس آیت کی تصدیق کر جاتا ہے۔کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام۔ہمارے لیئے اگر کوئی اور نمونہ نہ ہوتا۔تو یہی کافی تھا کہ اس پر غور کرتے اور اس سے فائدہ اُٹھاتے۔

پھر غور کرو۔کہ ۱۳۲۶ھ میں آپ کی وفات کے بعد یہ الہام کس زور وشور سے پورا ہوتا رہا۔دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کریگا۔

حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے بعد جب خاطر خواہ بارش ہو گئی۔اور دنیا میں امن نظر آنے لگا (جو ایک عارضی وقت کیلیئے تھا) تو کوتاہ اندیش ابلیسی فطرتوں نے خیال کیا۔کہ دنیا پر جو قسم قسم کے عذاب آتے ہیں۔وہ خدا تعالےٰ کے پیارے کی

نحوست ہے۔ اور اپنے متقدمین کی طرح کہا۔ انا تطیرنا بکم جب تاریکی کے فرزندون نے یہ کہا۔ تو ذوالجلال قادر خدا کی غیرت جوش میں آئی اور اس نے یہ برداشت نہ کیا۔ کہ زمین پر اس کے پیارے مامور کی ہتک ہو۔ چنانچہ جس بارش کو دیکھکر انہون نے ہمیں انا تطیرنا بکم کہا تہا۔ وہی ان کے لیئے عذاب بن گیا۔ اور خدا تعالےٰ نے ثابت کر دیا۔ کہ طائرکم معکم ائن ذکرتم بل انتم قوم مسرفون

غور کرو وہ بارش جس کو مخالفین نے رحمت سمجہا تہا۔ کیسے زحمت ثابت ہوئی۔ اخبارین دنیا کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ کہ کس کس طرح سے وہ بارش عذاب ثابت ہوئی۔ ناظرین واقف ہونگے کہ اس بارش نے کس طرح ایک غیر معمولی طور پر لاکہون مکانون کو کالعدم کر دیا ہے اور اس سے نہ صرف مالی نقصان ہوا۔ بلکہ بہت سی جانین بہی ان کے نیچے دب گیئن۔ بارشون کی کثرت سے جو سیلاب آئے وہ بہی آپ کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ دریائے جہلم کا سیلاب جس سے احمد آباد متصل بھیرہ غرق ہوا۔ اٹک کا طوفان جو ڈیرہ غازیخان پر حملہ آور ہوا۔ اور پھر موسیٰ ندی سیلاب جس نے حیدر آباد دکن کو تباہ کیا مثال کے طور پر پیش کرنے کے لیئے کافی ہیں۔ انسان کہدیگا۔ کہ ایسے واقعات دنیا میں ہوتے ہی رہتے ہیں۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے پھر باریک بین انسان سمجہہ سکتا ہے کہ یہ معمولی بات نہیں ہے بلکہ مومنون کے لیئے نشانات ہیں۔ پھر دیکھو اس بارشون سے موسم ایسی خراب ہوئی۔ کہ بیماری عام پھیل گئی۔ اور ہر جگہ بخار ہی بخار نظر آنے لگا۔ اور جگہون کے علاوہ امرتسر کی تباہی نے (جو خاص طور پر سب سے زیادہ ہوئی ہے) اس

بات پر مہر لگادی - کہ ایک قادر خدا ہم کو یہ تعلیم دیتا ہے - کہ اے امرتسر والو! تم نے ہمارے پیارے مامور کو صرف اس لیے تنگ کیا - کہ اس نے باوجود مسافر و بیمار ہونے کے تمہارے شہر میں کیوں روزہ نہ رکھا - اس مامور کا تو کچھ نہ بگڑا - بلکہ جو نبیوں پر اینٹیں پڑا کرتی تھیں - تم نے اس سُنّت کو پورا کرکے اس کی تصدیق کر دی - لیکن ہم تمہیں بتاتے ہیں - کہ ہم عزیز ذو انتقام ہیں - دیکھو تم نے ایک شخص کو اس لئے اینٹیں ماریں کہ وہ روزہ نہیں رکھتا اب تم بتاؤ تو سہی - کہ تم کس طرح روزہ رکھ سکتے ہو - اے امرتسر والو! کیا تم کہہ سکتے ہو کہ تم میں سے کتنے گھروں میں رمضان مبارک نے قدم رکھا - غور کرو اور تدبر کرو - اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ

مندرجہ بالا الہام میں جن زور آور حملوں کا ذکر ہے ان میں سے ایک بڑا زور آور حملہ جو ۱۳۲۶ھ کے آخر میں واقع ہوا - وہ اٹلی کی تباہی ہے - جو ۲۸ دسمبر ۱۹۰۸ء کو واقع ہوئی - جس میں دو لاکھ سے زیادہ انسان تباہ ہوئے - یہ تباہی پہلے تو زلزلہ عظیمہ کی صورت میں واقع ہوئی جس نے دو لاکھ سوئے ہوئے انسانوں میں سے صرف چودہ ہزار کو بھاگنے کی اجازت دی - لیکن اس کے بعد ہی سمندر کی ایک لہر تیس فٹ اونچی اٹھکر خشکی پر حملہ آور ہوئی - جس نے ہزاروں انسانوں کو سمندر کے حوالہ کر دیا - پھر اسی پر بس نہیں ہوئی - بلکہ زلزلہ کے ساتھ ہی سخت آگ لگی جس نے مرتے ہوؤں کو جلا کر راکھ کر دیا - اور اس کے بعد ان بھوکے اور بے سروسامان انسانوں پر جو موت سے گو بچے ہوئے تھے - مگر پہلے ہی دیوانوں کی طرح ہو رہے تھے خطرناک بارش کی مصیبت ٹوٹ پڑی اور زمین و آسمان سے عذاب پر عذاب نازل

ہوا - غرض ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے - کہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں - ایک فانی گھر ہے - اور ہمین یہ نہیں خیال کرنا چاہیئے - کہ اس مین ہمیشہ کے لیے رہنا ہے - بلکہ ہمیشہ کے رہنے کے لیے ایک اور گھر ہے - یہان سے کوچ کرنے کے لیئے تیار رہنا چاہیے اور اس مالک حقیقی کے خوش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جس نے ہمیں یہان بہیجا وہ فرماتا ہے - مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ - یعنی ہم نے انسان کو عبادت کرنے کے لیئے ہی پیدا کیا ہے - انسان اگر کوشش کرے تو یہ ہو سکتا ہے - کہ اس کے سب کام خدا کے لیے ہوں - انسان کرسکتا ہے کہ خدا کے لیئے زمین پر چلے - خدا کے لیے کھڑا ہو خدا کے لیے بیٹھے اور خدا کے لیے لیٹے - خدا کے لیے کھانا کھائے اور اسی کے لیے پیئے اور ہر حال میں اسی کو یاد رکھے - چنانچہ اس آیت میں اسی کی طرف اشارہ فرماتا ہے - الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم یتفکرون -

اور اب ہم تمام ممبران انجمن تشحیذ الاذہان اور تمام ناظرین رسالہ ہذا کے لیے اور اپنے لیے خلوص دل اور صحت نیت کیساتھ خداوند تعالےٰ کے حضور دعا کرتے ہوئے ختم کرتے ہیں - اے رب کریم - اے رحمٰن الرحیم اے مالک یوم الدین خدا ہماری کمزوریوں پر نظر کر اور ہمارے گناہوں کو بخش اور ہمکو صحابہ کا سچا اور کامل نمونہ بنا اور ہمین توفیق عنایت فرما -

کہ ۱۳۲۷ھ اور آئندہ سالوں میں بہت سے نیک کام کریں اور بدیوں سے بچیں اور وہ کمزوریاں جو ہم میں ہیں - وہ آئندہ ہم

ہیں نہ پائی جائین - اور جبکہ آگے سے ایک سال زیادہ ہوگیا ہے -
اس سے بیشمار درجہ زیادہ ہماری ایمانی اور روحانی ترقیان ہون - اور
ہم الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبہم یتفکرون
ہیں سے ہوجاوین اور تیرے فضل کی بدولت اسلام پھر اپنی شان وشوکت
حاصل کرے - اور رسالہ تشحیذ الاذہان کا یہ چوتھا سال اور آئندہ کے سال
ہماری قوم کے لیے مبارک ہون - واٰخر دعونا ان الحمد للہ
رب العلمین -

جائینٹ ایڈیٹر

ریویو

مکتوبات احمدیہ - یہ کتاب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے مرتب کی ہے -
شیخ صاحب نے بڑی محنت سے حضرت حجتہ اللہ امام ربانی میرزا غلام احمد صاحب قادیانی
مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حتی الوسع ان تمام خطوط کو جو میر عباس علی
صاحب لدہیانوی کی طرف لکھے گئے تہے - بڑی محنت وجانفشانی سے جمع کیے
ہیں - حاشیہ پر خطوط کے مضامین بہی درج ہیں - یہ کتاب ۲۰x۲۶/۸ کے
۱۱۶ صفحون پر سفید کاغذ پر چہپی ہوئی ہے - کتاب کے آخر پر ایک خاتمہ
شامل کیا گیا ہے - جس میں میر عباس علیصاحب کے حالات مختصراً لکھے گئے
ہیں - قیمت فی جلد ۸/ ہے - تمام درخواستین بنام شیخ یعقوب علیصاحب ایڈیٹر
الحکم مرتب کتاب مذکور کے آنی چاہیین -

جائینٹ ایڈیٹر

بابت ماہ ذالحجہ ۱۳۲۶ھ

رسیدات قیمت

نام خریداری	نمبر خریداری	تعداد روپیہ	نام خریداری	نمبر خریداری	تعداد روپیہ
منشی گلاب الدین صاحب	۱۲۲	۴ر	نواب سکندر علیخانصاحب مرحوم	۴۰۰	عا
ماسٹر ہدایت اللہ صاحب	۵۵۵	عصہ	غلام محمد صاحب	۱۸۸	عا عا
مولوی محمد اسمعیل صاحب	۲۳۸	عصہ ۴ر	محمد منظور الہی صاحب	۹۲	عا
سید برکات شاہ صاحب	۳۰۰	عصہ	ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۹۳	عا
شیخ مولابخش صاحب	۴۱۰	عا ظ ار	الہی بخش صاحب	۵۱۷	عا
علی محمد صاحب	۴۱۶	عا	محمد ابراہیم صاحب	۴۰۰	عصہ
بابو عبدالرزاق صاحب	۲۴۰	عا	میاں عنایت اللہ صاحب	۴۷۶	عصہ
محمد سلیمان خانصاحب	۵۵۶	عا	شیخ غلام نبی صاحب	۱۶۳	عا
مولوی فضل الرحمن صاحب	۵۲۶	عیر	ڈاکٹر رحمن بخش صاحب	۲۹۷	عا
چوہدری حاکم علیصاحب	۵۲۹	عا	سید محمد علی شاہ صاحب	۱۳۲	عا
نواب محمد علیخانصاحب	۲۲۹	للعہ ر	مرزا امیر اکبر صاحب	۳۲۸	عا
مولاداد خانصاحب	۵۵۸	عا	محمد افضل صاحب	۲۱۱	عا
ماسٹر شیر علیصاحب	۸۹	عا	بابو چراغدین صاحب	۴۱۱	عا
بابو الہ بخش صاحب	۵۵۹	عا	چوہدری مولابخش صاحب	۳۱۵	عا
نبی بخش صاحب	۳۰۵	عا	طفیل محمد صاحب	۱۳۷	عا
عبدالغفور صاحب	۷۱	عا	میاں محمد یوسف صاحب	۳۰۷	عا
ڈاکٹر عباداللہ صاحب	۱۸۴	عا	محمد یوسف صاحب	۱۷۷	عا
ڈاکٹر محمد دین صاحب	۳۴۳	عا	خلیفہ تقی الدین صاحب	۱۰۵	عا

نام خریدار	نمبر خریداری	تعداد روپیہ	نام خریدار	نمبر خریداری	تعداد روپیہ
میاں غلام محمد عبد اللہ صاحب	۲۴۱	عہ/۹	سید امیر علیشاہ صاحب	۵۰۷	عا
حبیب الرحمن صاحب	۱۵	عا	اسد علی خانصاحب	۲۹۱	عا
حکیم محمد انوار حسین صاحب	۱۶۹	عا	بدر الدین صاحب	۲۷۰	عا
محبوب الرحمن صاحب	۴۷۵	عا	غلام احمد صاحب	۳۸۲	عا
ملک غلام احمد صاحب	۴۹۱	عا	محمد مقبول صاحب	۴۹۸	عا
غلام اکبر خانصاحب	۵۲۳	عا	بابو فیروز الدین صاحب	۸۱	عا
اخوند محمد رمضان صاحب	۴۹۳	عصہ	بابو روشن دین صاحب	۳۲۷	عا
محمد حسین صاحب	۴۰۴	عا	علاء الدین صاحب	۵۲۰	عا

بقیہ دیکھو صفحہ ج و د

رسیدات زر* بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ ہجری

قیمت رسالہ

منشی شمس الدین صاحب	۵۵۲	عہ/	مستری امام الدین صاحب	۲۵۶	للعہ/
امام خانصاحب	۳۸۴	عا/۹	محمد پریل صاحب	۴۹۴	عہ/

چندہ ممبری۔

ماسٹر عبد العزیز صاحب ۔ ۴/ ماسٹر محمد الدین صاحب ۴/

پیر مظہر قیوم صاحب ۴/ چندہ لائبریری۔ جماعت شملہ معرفت بابو برکت علی صاحب معہ

* جن احباب کی رسیدیں درج نہ ہوں۔ یا کم و بیش ہوں۔ وہ صاحب محاسب تشحیذ الاذہان سے خط و کتابت کریں۔ منیجر

رسید زر

(ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ)

بابو عمر الدین صاحب نمبر ۳۷۷	عہ
منشی سربلند خان صاحب نمبر ۶۵	عہ
مولوی بدر الدین صاحب نمبر ۳۴	عہ
مولوی غلام حسین صاحب نمبر ۳۱۹	عہ
میاں محمد رمضان صاحب نمبر ۴۴۲	ے
بابو احمد دین صاحب نمبر ۷۸	عہ
سید صادق حسین صاحب نمبر ۴۹۲	عہ
میاں محمد حسین خان صاحب نمبر ۴۲۶	عہ
مولوی محمد قاری صاحب نمبر ۳۴	عہ
ماسٹر برکت علی صاحب نمبر ۴۰۵	عہ
ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نمبر ۱۳	عہ
حکیم محمد صالح صاحب نمبر ۵۱۹	عہ
چودہری عبد الحی صاحب نمبر ۱۳۴	عہ
شیخ رحمت اللہ صاحب نمبر ۳۲۰	عہ
بابو عبد الرحمن صاحب نمبر ۱۱۷	عہ
بابو برکت علی صاحب نمبر ۵۱۶	عہ
یعقوب خان صاحب نمبر ۴۱۳	عہ
سردار شیر بہادر خان صاحب نمبر ۴۹۵	عہ
نظام الدین صاحب نمبر ۴۱۹	عہ
چودہری علی احمد صاحب نمبر ۲۸	عہ
جی - ایم - غلام علی صاحب نمبر ۳۲	عہ
بابو فیروز شاہ صاحب نمبر ۴۸۰	عہ
میاں پیر محمد صاحب نمبر ۱۸۰	عہ
منشی خدا بخش صاحب نمبر ۴۴۶	عہ/
منشی غلام رسول صاحب نمبر ۲۵۴	عہ
بابو فضل الٰہی صاحب نمبر ۳۵۱	عہ
میاں نبی بخش صاحب نمبر ۵۰۲	عہ
حاجی رحیم بخش صاحب نمبر ۴۲۱	مہ
میاں فیض محمد خان صاحب نمبر ۵۴۹	عہ
مولوی فضل حق صاحب نمبر ۲۵	عہ
حافظ محمد امین صاحب نمبر ۵۰۳	عہ
میاں عبد الحمید صاحب نمبر ۱۰۲	عہ
مرزا عنایت اللہ خان صاحب نمبر ۱۴۳	عہ
میاں غلام نبی صاحب نمبر ۴۷۰	عہ

ابو محمد عبد اللہ صاحب نمبر ۱۹۲ ع
منشی عطاء محمد صاحب نمبر ۵۳۵ ع
چودہری محمد اسماعیل خان صاحب نمبر ۵۲ ع
بابو فضل احمد صاحب نمبر ۵۰۰ ع
میاں محمد خان صاحب نمبر ۳۸۴ ع
میاں رحمت اللہ صاحب نمبر ۱۵۷ ع
ملک داد خان صاحب نمبر ۵۵۳ ع
میاں محمد یوسف صاحب نمبر ۲۱۳ ع
مولوی عزیز بخش صاحب نمبر ۱۷۰ ع
میاں اللہ دتا صاحب نمبر ۱۳۰ ع
سید روشن علی صاحب ۲۳۰ ع
چودہری غلام محمد صاحب ۵۰۹ ع
میاں احمد علی صاحب نمبر ۲۳۵ ع
میاں غلام محمد صاحب ۲۱۵ ع
چودہری اللہ رکھا صاحب نمبر ۴۷۲ ع
میاں تاج الدین صاحب نمبر ۴۸۴ ع
میاں عمر الدین صاحب نمبر ۳۷۲ ع
قاضی بدر الدین صاحب نمبر ۱۲۶ ع
بابو عبد الحمید صاحب نمبر ۸۳ ع
محمد صدیق صاحب نمبر ۵۲۱ ع
ناصر شاہ صاحب نمبر ۲۲۲ ع

عبد العظیم صاحب نمبر ۳۸۵ ع
حکیم محمد قاسم صاحب نمبر ۱۴۳ ع
مرزا ولی محمد مبارک صاحب نمبر ۷۰ ع
منشی عبد الکریم صاحب نمبر ۳۷۶ ع
حاجی امیر الدین صاحب ۴۷۳ ع
حکیم محمد یٰسین صاحب ۲۲۳ ع
میاں سردار خان صاحب نمبر ۱۷۵ ع
میاں فیاض علی صاحب نمبر ۱۷۴ ع
شیخ نیاز احمد صاحب نمبر ۱۹۶ ع
ملک عباس خان صاحب نمبر ۳۰۳ ع
میاں غلام رسول صاحب نمبر ۱۱۲ ع
میاں سلطان حامد صاحب نمبر ۱۴۲ ع
حافظ نور محمد صاحب نمبر ۱۹۵ ع
میاں ابراہیم صاحب نمبر ۴۹۹ ع
ڈاکٹر رحیم بخش صاحب نمبر ۱۲۸ ع
میاں بشیر احمد صاحب نمبر ۲۶۶ ع
شیخ خان محمد صاحب نمبر ۲۰۱ ع
میاں کریم بخش صاحب ۳۳۱ ع
امیر اللہ خان صاحب ۴۲۷ ع
محمد ابو الحسن صاحب نمبر ۱۱۴ ے
بابو غلام غوث صاحب نمبر ۲۰۵ ع

(باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب۔ انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں چھپا)